عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۷ | ۲۲ تا ۲۸ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق یکم تا ۷ دسمبر ۲۰۱۸ء | شمارہ: ۴۵

حضور اکرم ﷺ کا نظامِ عدل

تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ کانفرنس منصورہ لاہور

توہین رسالت کیس

حکومت اور عدالت کے فرائض

تبلیغی جماعت کے امیر

حضرت حاجی عبدالوہابؒ کا سانحۂ ارتحال

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

معذور کے مسائل

س:...... مفتی صاحب! ایک مسئلہ درپیش ہے اس کا حل درکار ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے جسم کے مختلف اعضاء سے پیپ، خون، گندا پانی وغیرہ نکلتا رہتا ہے۔ نمازوں کے سلسلہ میں پریشان ہوں وضو برقرار نہیں رہ سکتا ہے۔ اب اس سلسلہ میں میرے لئے شرعی حکم کیا ہے: وضو وغیرہ کا؟

ج:...... بصورت مسؤلہ یہ بیماری شرعی عذر ہے اور آپ شرعی معذور ہیں، لہٰذا آپ کے لئے اس مجبوری میں حکم یہ ہے کہ آپ ہر فرض نماز کے لئے، وقت داخل ہونے پر ایک دفعہ وضو کرلیا کریں اور اس وضو سے دوسرے وقت داخل ہونے تک وقتی فرض نماز کے علاوہ بھی جتنی نمازیں یا سنت، نوافل اور قضا آپ اس وضو سے پڑھ سکتے ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت کرنا، ذکر اذکار وغیرہ پڑھنا سب جائز ہیں اور جب دوسری نماز کا وقت داخل ہوجانے کے بعد اذان ہوجائے تو آپ دوبارہ وضو کرلیں صحتیاب ہونے تک آپ کے لئے ہر روز کم از کم پانچ مختلف اوقات نماز کے لئے الگ الگ وضو کرنا ضروری ہے، اور اگر ممکن ہو تو ہر نماز کے لئے وضو تازہ کرنے کے ساتھ ساتھ کپڑے بھی بدلا کریں یا کم از کم کپڑوں کی متعلقہ جگہ کو دھولیا کریں اور اگر ممکن نہ ہو تو انہیں کپڑوں میں بھی نماز ہوجائے گی۔

طلاق کی صورت میں حق مہر

س:...... گزارش ہے کہ آصف رضا ولد انصار احمد کی شادی ملیحہ جعفری بنت انتظار احمد سے ۴ر جولائی ۲۰۱۸ء کو کراچی میں طے پائی تھی۔ حق مہر ایک لاکھ روپے جس میں پچاس ہزار عندالطلب تھا۔ فریقین میں زبانی طلاق ہوگئی۔ ملیحہ جعفری نے یونین کونسل ہذا میں ایک لاکھ روپے حق مہر کی ادائیگی کروانے کے لئے درخواست دی ہے۔ لہٰذا شریعت کی رو سے راہنمائی فرمائیں کہ آصف رضا کو پورا حق مہر ادا کرنا ہوگا؟

ج:......واضح رہے کہ طلاق زبانی دی جائے یا تحریری، ہر حال میں واقع ہوجاتی ہے، لہٰذا یہ طلاق اگر رخصتی سے قبل دی گئی ہے تو شوہر کے ذمہ نصف مہر ادا کرنا لازم ہے اور اگر رخصتی ہوجانے کے بعد طلاق دی گئی ہے تو پھر مکمل مہر ادا کرنا واجب ہے۔

’’ومن سمّٰی مہراً عشرۃ فما زاد فعلیہ المسمّٰی ان دخل بہا او یموت عنہا .... وان طلقہا قبل الدخول والخلوۃ فلہا نصف المسمّٰی۔‘‘

(ہدایہ، ص:۳۲۴، ج:۲، باب المہر)

قبروں پر پاؤں رکھنا

س:...... قبرستان میں بہت ساری قبریں آپس میں ملی جلی ہوتی ہیں اور درمیان سے گزرنے کا راستہ نہیں چھوڑا جاتا۔ ایسی صورت میں کسی مخصوص قبر تک پہنچنے کے لئے قبروں پر پاؤں رکھتے ہوئے گزرنا پڑتا ہے، ایسے میں کیا کرنا چاہئے؟

ج:...... قبروں پر چلنا اور روندتے ہوئے جانا تو جائز نہیں ہے، اس لئے اگر احتیاط کے ساتھ بچ بچا کر اس قبر تک جانا ممکن ہو تو جائے ورنہ دور ہی سے کھڑے ہوکر سلام کرلے اور فاتحہ وغیرہ کرلے۔ مرحومین کو بھی ایصال ثواب ہوجائے گا اور آپ کو بھی پورا اجر وثواب مل جائے گا، بہر حال قبروں کو روندنے سے پرہیز کریں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۷ ۲۲ تا ۲۸ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق یکم تا ۷ دسمبر ۲۰۱۸ء شمارہ: ۴۵

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت منصورہ، لاہور	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق" کی شہادت	۸	" " " " "
حضرت حاجی عبدالوہاب" کا سانحہ ارتحال	۱۴	مولانا محمد زین العابدین
انٹرویو: حاجی قاضی فیض احمد مرحوم	۱۶	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عدل	۱۸	حضرت مولانا احسان محمود"
توہین رسالت کیس میں حکومت اور عدالت کے فرائض	۲۰	حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ
فتنۂ قادیانیت.....پس منظر اور پیش منظر (۲)	۲۵	محمود راجا، سجاول

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری"
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی"
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھری"
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر"
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری"
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد"
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیات"
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر"
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود"
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھری"
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن"
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید"
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینی"
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی"
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خان"
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوری"

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London. SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

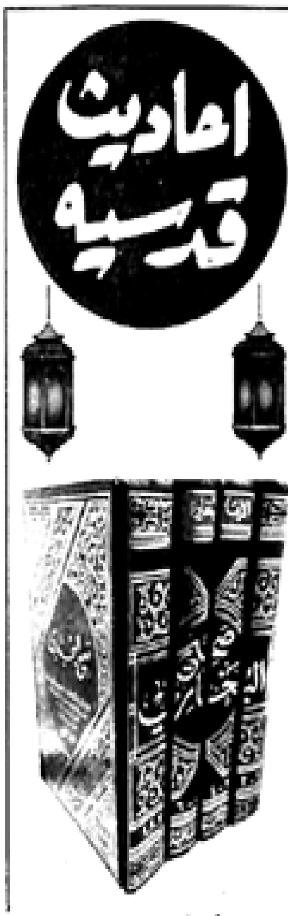

سحبان الہند حضرت
مولانا احمد سعید دہلویؒ

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر

حدیث قدسی ۱۷: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بھیجی کہ میں نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہم السلام کے بدلے میں ستر ہزار آدمیوں کو قتل کیا تھا اور تیرے نواسے کے بدلے میں اور ستر ہزار آدمیوں کو قتل کروں گا۔ (حاکم)

یعنی حضرت یحییٰ کے مقتولین سے دوگنے۔

حدیث قدسی ۱۸: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے رب نے میرے سامنے یہ بات پیش کی تھی کہ وہ میرے لئے مکہ کی کنکریوں اور سنگریزوں کو سونے کا کردے، مگر میں نے عرض کیا: اے رب انہیں میں تو ایک دن پیٹ بھر کر کھانا چاہتا ہوں اور ایک دن بھوکا رہنا چاہتا ہوں تاکہ جب بھوکا ہوں تو تیرے سامنے عاجزی کروں اور تجھ کو یاد کروں اور جس دن سیر ہوں تو تیری حمد کروں اور تیرا شکر بجالاؤں۔ (احمد، ترمذی)

حدیث قدسی ۱۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا: اے آدم! میں نے اپنی امانت آسمانوں اور زمینوں کے سامنے پیش کی تھی سو وہ اس کو نہیں اٹھا سکے، کیا تم اس امانت کو اور جو کچھ اس میں ہے اٹھانے کو تیار ہو؟

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: مجھے اس کے اٹھانے سے کیا نفع ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر اٹھالیا تو اجر دیا جائے گا اور اگر ضائع کردیا تو عذاب کیا جائے گا، حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: میں نے اس امانت کو اور جو کچھ اس میں ہے اٹھالیا۔ اس واقعہ کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا صرف اتنی دیر لگی جتنی عصر اور مغرب کے درمیانی وقت میں ہوتی ہے کہ ان کو جنت سے شیطان نے نکلوادیا۔ (ابوالشیخ) امانت سے مراد ہی امانت ہے جس کی طرف سورۂ احزاب کے آخر میں اشارہ کیا ہے یعنی اپنی خواہش کے خلاف احکام الٰہی کی حفاظت۔

حضرت مولانا مفتی
محمد نعیم دامت برکاتہم

جماعت کی نماز میں شامل ہونے کے طریقے

س:...... جب مقتدی امام صاحب کے نماز کی تکمیل کا سلام پھیر دینے کے بعد اپنی بقیہ نماز مکمل کرنے کے لئے قرأت کے موقع پر قرأت کرے گا تو وہ امام صاحب کی قرأت میں قرآن کی ترتیب کا خیال رکھے گا؟

ج:...... جن لوگوں کی جماعت کی نماز میں رکعتیں رہ جاتی ہیں اصطلاح میں انہیں مسبوق کہتے ہیں اور ایسے لوگ اپنی ان رکعتوں میں امام صاحب کے پڑھے ہوئے کے اعتبار سے اس کے بعد والی جگہوں سے قرآن مجید پڑھنے یعنی ترتیب کے مکلف نہیں۔ امام صاحب نے جس جگہ کی تلاوت کی ہے اس سے پہلے کی جگہوں کی بھی تلاوت کرسکتے ہیں اور اس کے بعد کی جگہوں کی تلاوت بھی کی جاسکتی ہے۔

فقہی شرائط امامت

س:...... کیا جماعت کی نماز پڑھانے والے کے متعلق شریعت نے کچھ شرائط بتلائی ہیں؟

ج:...... جی ہاں! جماعت کی نماز پڑھانے کو امامت کہتے ہیں۔ امامت کے لئے چھ شرائط بتائی جاتی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

۱:... مسلمان ہونا (کافر، مشرک، حرام، ممنوع و مکروہ عقائد رکھنے اور اعمال کا کرنے والا نہ ہو)۔

۲:... عقل مند (مجنون و پاگل نہ ہو)۔

۳:... بالغ ہو (اس کی عمر پندرہ سال یا اس سے زائد ہو)۔

۴:... مرد ہونا (نامرد یا عورت نہ ہو)۔

۵:... نماز میں فرض قرأت کی مقدار قرآن یاد ہو اور قواعد کے مطابق اسے پڑھ بھی سکتا ہو۔ نیز نماز کے مسائل جاننے والا ہو۔

۶:... صحیح سالم تندرست ہو (کوئی عذر جسم میں نہ ہو)۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس، لاہور

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ

جب سے ہماری سپریم کورٹ نے آسیہ ملعونہ کے بارہ میں متنازع فیصلہ دیا ہے، اس وقت سے پوری پاکستان قوم سراپا احتجاج ہے۔ اس فیصلے سے نہ صرف پاکستانی قوم بلکہ پوری مسلم دنیا اضطراب میں ہے۔ اور اس پر وزیر اعظم کا یہ کہنا کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے ساتھ ہم کھڑے ہیں اور دھمکی دینا کہ ریاست سے نہ ٹکرانا، ورنہ ریاست اپنی ذمہ داریاں پوری کرے گی۔ اس امر کی نشان دہی کرتا ہے کہ معاملہ صرف چیف جسٹس اور دو ججوں کا نہیں، بلکہ یہ فیصلہ ان پر دباؤ کا نتیجہ ہے۔ اس پر کافی سارے شواہد موجود ہیں۔

حکمرانوں کا ایک انداز یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک بحران سے توجہ ہٹانے کے لئے دوسرا کوئی بحران کھڑا کر دیا جائے تاکہ قوم اس کے پیچھے لگ جائے، پھر اس بحران کی گرد ابھی تھمنے نہ پائے کہ ایک اور بحران کھڑا کر دیا جائے۔ جب سے یہ حکومت آئی ہے تسلسل کے ساتھ پاکستانی قوم کے ساتھ یہ کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ اس بنا پر متحدہ مجلس عمل کا اجلاس ۱۴ر نومبر ۲۰۱۸ء لاہور منصورہ میں جماعت اسلامی کی میزبانی میں ہوا، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سمیت تمام مذہبی و دینی سیاسی جماعتوں کی ایک کانفرنس ہوئی، اس میں جو اعلامیہ جاری کیا گیا۔ افادۂ قارئین اسے یہاں نقل کیا جاتا ہے:

’’آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس میں شامل دینی و قومی جماعتوں کے قائدین، تنظیمات مدارس اور مختلف طبقات زندگی کے نمائندگان اور نامور علمائے کرام و مشائخ عظام، موجودہ حکومت کے غیر ملکی ایجنڈے پر عمل درآمد کرتے ہوئے اساس پاکستان کے منافی، غیر اسلامی اقدامات کی پُر زور الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔ مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست کے ماڈل کو اپنا ہدف اور منزل قرار دینے کے بعد حکومت وہ تمام اقدامات کر رہی ہے جو اسلامیانِ پاکستان اور عاشقان مصطفیٰ کی دل آزاری اور دشمنانِ اسلام کی خوشنودی کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ وقت نے ثابت کیا ہے کہ یہ دعوے محض دکھاوے کے لئے ہیں۔ دراصل حکومت ان دعوؤں کی آڑ میں ملک کو سیکولر بنانے کے بیرونی مشن پر کاربند ہے۔

ایک مقدمے میں یورپی یونین کی عدالت کے مسیحی ججوں نے فیصلہ دیا ہے کہ آزادیٔ اظہار کی آڑ میں توہین رسالت کی قطعاً اجازت نہیں دی جا سکتی جبکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی عدالت عظمیٰ کے مسلمان ججوں نے چند کمزور بنیادوں پر اہانت رسول کی مجرمہ کی برأت کا فیصلہ دیا ہے۔ جس سے مسلمانانِ پاکستان کے دل دکھی اور زخمی ہیں۔ عالمی دباؤ کی بدترین مثال یہ ہے کہ یورپین یونین کی ویب سائٹ پر اس فیصلہ سے بہت پہلے یہ موجود تھا کہ پاکستان کے ساتھ تجارتی معاہدے آسیہ کیس کے فیصلہ کے ساتھ مشروط ہوں گے۔ فیصلہ کے بعد امریکا، برطانیہ سمیت مغربی ممالک اور یورپی یونین وغیرہ کی طرف سے جس طرح اس فیصلہ کا والہانہ اور فوری خیر مقدم کیا گیا ہے۔ اس سے ہی واضح ہے کہ جمہوریت کے یہ نام نہاد دعویدار ممالک اور عالمی ادارے اسلام دشمنی میں ہر حد پار کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

عاشقان مصطفیٰ کی دل آزاری اور ان کے زخموں پر نمک پاشی کی یہ بدترین مثال ہے کہ ۳۱ر اکتوبر ۱۹۲۹ء عاشق رسول غازی علم الدین شہید کو سزائے موت دی گئی تھی، جبکہ اہانت رسول کی مجرمہ کی رہائی کے لئے دانستہ ۳۱ر اکتوبر کی ہی تاریخ منتخب کی گئی۔ سپریم کورٹ کے فیصلہ میں ناموس رسالت کے قوانین کو یکسر نظر انداز کر کے کمزور وجوہات کو اہمیت دی گئی ہے، گویا کہ عالمی دباؤ پر اور مغربی قوتوں کو خوش کرنے کے لئے انصاف کی دھجیاں اڑائی گئی ہیں۔

اجلاس عاشقان مصطفیٰ کی طرف سے فوری ردِعمل کے طور پر سڑکوں پر نکل آنے اور متحدہ مجلس عمل ودیگر جماعتوں کی طرف سے ملین مارچ اور ناموس رسالت ریلیوں کی تحسین کرتا ہے اور ان کو وقت کی آواز قرار دیتا ہے، عوام کی طرف سے یہ ردِعمل عشق رسالت کے جذبے کی ایک قابل قدر مثال ہے۔ اس سلسلے میں درج کیے گئے ناجائز مقدمات کو ختم کر کے بے گناہ گرفتار شدگان کو فوراً رہا کیا جائے۔

اجلاس وزیراعظم پاکستان کی طرف سے عاشقان مصطفیٰ کو ایک مختصر ٹولہ کہہ کر تضحیک اڑانے کی مذمت کرتا ہے اور وزیراعظم پر واضح کرتا ہے کہ پاکستان کا بچہ بچہ عشق رسالت پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہے اور وہ ریاستی طاقت کے گھمنڈ میں مبتلا ہو کر دھمکیاں دینے کا سلسلہ بند کردیں۔ یقیناً اس کی اس تقریر نے جلتی پر تیل ڈالنے کا کام کیا ہے۔

اجلاس اسرائیل کو تسلیم کرنے کی حکومت کی بے تابی، حکومتی رکن اسمبلی کی طرف سے پارلیمنٹ میں یہودیوں کے حق میں تقریر اور قرآن پاک کی غلط تشریح، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعوذ باللہ! اہانت پر مبنی دلائل، اسی طرح اسرائیلی جہاز کی اسلام آباد آمد کی خبروں پر حکومت کی طرف سے واضح اور دوٹوک تردید و وضاحت سے پہلوتہی پر شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے۔

اجلاس نامور عالم دین، معروف دینی راہنما اور اتحاد امت کے داعی ونقیب حضرت مولانا سمیع الحق کی شہادت پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور ان کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کرتا ہے۔ ان کی ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان افروز تقریر کے فوری بعد قتل کی واردات کا ہونا بھی چشم کشا ہے، اسی طرح حکومت کی مولانا سمیع الحق" کے قاتلوں کی گرفتاری میں ناکامی ہماری قومی زندگی کا ایک المناک سانحہ ہے۔ اجلاس مولانا سمیع الحق" کے قاتلوں کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کرتا ہے۔

اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اہانت رسول کی مجرمہ کی بریت کے فیصلہ پر سپریم کورٹ میں نظر ثانی کی اپیل حکومت خود دائر کرے۔ ہم یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ نظر ثانی اپیل کی سماعت سپریم کورٹ کا فل کورٹ بینچ کرے، نیز نظر ثانی کو موثر بنانے کے لئے حکومت اسلامی نظریاتی کونسل سمیت تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام اور نامور مفتیانِ کرام اور ماہرین قوانین اسلامی سے فوری مشاورت کرے۔ اجلاس میں طے کیا گیا کہ ماہر ونامور وکلا، علماء کرام، مفتیان عظام کا اجلاس بھی جلد بلایا جائے گا۔

اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ آسیہ ملعونہ کی بیرونی ملک روانگی کی خبروں کی فوری وضاحت کرے۔ نیز اس کا نام ای سی ایل میں ڈالنے کی کارروائی فوری طور پر مکمل کی جائے۔

☆...... اجلاس وزارت مذہبی امور میں قائم شدہ تحفظ ناموس رسالت سیل کے خاتمے کی بھی مذمت کرتا ہے اور اس کی بحالی کا مطالبہ کرتا ہے۔

☆...... اجلاس یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ توہین رسالت کے ایسے مجرمان جن کی تمام اپیلیں خارج ہو چکی ہیں، ان کی سزاؤں پر فی الفور عمل درآمد کیا جائے۔

☆...... اجلاس ملک کے عدالتی نظام کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ ہم یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ نچلی عدالتوں سے لے کر اعلیٰ عدالتوں کے جج حضرات کو اسلامی قانون کی تعلیم وتربیت دی جائے۔ نیز لاء کالجز کے نصاب تعلیم کو اسلامی تعلیمات اور تقاضوں کے مطابق تبدیل کیا جائے۔

☆...... اجلاس واضح کرتا ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی آئینی دفعات، امتناع قادیانیت اور ناموس رسالت کے قوانین اور نفاذ کے طریق کار سے چھیڑ خانی کی ناپاک جسارت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا، اور کسی کو بھی آئین پاکستان کی اسلامی شقوں سے کھیلنے کی قطعاً اجازت نہیں دی جائے گی۔

اجلاس متنبہ کرتا ہے کہ ماضی میں بھی جس حکومت نے دینی اقدار اور عشق رسالت کے جذبات سے ٹکرانے کی جسارت کی ہے، اسے منہ کی کھانی پڑی ہے اور ان کا اقتدار اللہ کی گرفت میں آیا ہے اور اگر اس حکومت نے بھی غیر ملکی ایجنڈے پر عمل درآمد اور غیر اسلامی اقدامات کی روش بند نہ کی تو اس کا انجام بھی مختلف نہیں ہو سکتا۔ اجلاس میں شامل تمام دینی وقومی جماعتوں نے مشترکہ طور پر تحریک تحفظ ناموس رسالت چلانے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ ایک ملک گیر، ہمہ پہلو بھرپور اور مکمل پُرامن تحریک ہوگی۔ اس تحریک کو چلانے کے لئے ایک اسٹیرنگ کمیٹی بھی تشکیل دی جارہی ہے جو اس تحریک کے مرحلہ وار پروگرام طے کرے گی۔''

دوسرے دن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کی میزبانی میں ''تحفظ ناموس رسالت ملین مارچ'' کے نام سے ایک بڑا اجتماع لاہور مال روڈ پر ہوا، جو لاہور کی تاریخ میں ایک بڑا اجتماع قرار دیا گیا، جس میں متحدہ مجلس عمل میں شامل تمام جماعتوں کے سربراہان کے علاوہ ملی یکجہتی سمیت تمام مذہبی اور سماجی جماعتوں کے نمائندے شریک ہوئے۔ روزنامہ جنگ کراچی نے اس کی خبر یوں لگائی ہے:

''لاہور (نمائندہ خصوصی، نمائندہ جنگ) متحدہ مجلس عمل کے صدر مولانا فضل الرحمٰن نے کہا ہے کہ تحفظ ناموس رسالت قانون میں تبدیلی کی کوشش عوام قبول نہیں کریں گے، حکومت کو خصوصی ایجنڈے کی تکمیل کے لئے پاکستان پر مسلط کیا گیا ہے۔ عالمی استعمار اور حکومت مسلمانوں کے دل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعقیدت نکال نہیں سکتے۔ آسیہ مسیح کی رہائی سے مغرب اور یورپ خوش ہیں۔ خاکے بنا کر توہین رسالت کرنے والے بھی اس فیصلے پر خوشیاں منا رہے ہیں۔ ہمارے ملک کا حکمران مغرب کے ساتھ کھڑا ہے کیا نوجوان لڑکے لڑکیوں کے مخلوط رقص وسرود سے ریاست مدینہ بنائی جاسکتی ہے؟ ان خیالات کا اظہار انہوں نے متحدہ مجلس عمل، ملی یکجہتی کونسل ودیگر دینی ومذہبی جماعتوں کے زیر اہتمام لاہور میں مال روڈ پر ہونے والے تحفظ ناموس رسالت ملین مارچ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ قائم مقام امیر جماعت اسلامی پاکستان حافظ محمد ادریس، امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث علامہ ساجد میر، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا اللہ وسایا، جے یو آئی کے راہنما صاحبزادہ اویس احمد نورانی، امیر جماعت اسلامی لاہور ذکر اللہ مجاہد، جماعۃ الدعوۃ کے راہنما مولانا امیر حمزہ، مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا محمد امجد خان، مولانا راشد خالد محمود سومرو، فرید احمد پراچہ، مولانا ڈاکٹر عتیق الرحمٰن، میاں مقصود احمد، مولانا طفیل الرحمٰن درخواستی، محمد اسلم غوری، مولانا عبدالمالک، حافظ ابتسام الٰہی ظہیر، حافظ انور ساجد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مفتی عزیز الرحمٰن، مولانا عبدالماجد توحیدی، ذکر اللہ مجاہد، قاری عبدالصمد، مولانا عبدالنعیم، مولانا علیم الدین اکر، اکرم درانی، رانا شفیق پسروری، راشد محمود اور دیگر نے بھی خطاب کیا، اس موقع پر قائم مقام سیکریٹری جنرل جماعت اسلامی پاکستان حافظ ساجد انور، امیر جماعت اسلامی وسطی پنجاب امیر العظیم اور سیکریٹری اطلاعات جماعت اسلامی قیصر شریف بھی موجود تھے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے خطاب کرتے ہوئے مزید کہا کہ لاہور میں اس عظیم الشان ملین مارچ کے انعقاد پر مبارکباد دیتا ہوں۔ حکمران لاکھ کوشش کریں، عالمی استعمار لاکھ کوشش کریں، لیکن مسلمانوں کے دل سے آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو کبھی بھی نہیں نکال سکتے۔ تحفظ ناموس رسالت قانون میں اگر کسی بھی قسم کی تبدیلی کی کوشش کی گئی تو عوام اس کو کسی صورت میں قبول نہیں کرے گی۔ ہم رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے حوالے سے کسی بیرونی دباؤ کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ حکومت نے امریکا کی خوشنودی کے لئے ملک کا وقار داؤ پر لگا دیا مگر وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوگی، انہوں نے کہا کہ کلمے کے نام پر بننے والے ملک کو امریکا کی کالونی کسی صورت نہیں بننے دیا جائے گا۔''
(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۹؍نومبر ۲۰۱۸ء)

بہر حال اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں اور فیصلہ ساز قوتوں کو دین وایمان خصوصاً آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کی حفاظت پر مشتمل فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو گستاخانِ رسول ہیں ان سے برأت اور ان کو اسلامی شریعت اور پاکستانی قانون کے مطابق فیصلہ کرنے کی ہمت وجرأت عطا کرے۔ اور ہمارے ملک پاکستان اور اس کے تمام اداروں کی بیرونی طاقتوں اور ان کے ایجنٹوں سے حفاظت فرمائے۔ وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

محافظِ اسلام وپاکستان

حضرت مولانا سمیع الحق رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

الحمد للّٰہ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفیٰ

دارالعلوم دیوبند کے سابق استاذ و دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے بانی حضرت مولانا عبدالحق قدس سرہٗ کے فرزندِ ارجمند، امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ کے تلمیذ ومسترشد، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مہتمم واستاذ حدیث، جمعیت علمائے اسلام س کے امیر، سابق رکن قومی اسمبلی وسینیٹ، ہزاروں فضلائے حقانیہ ومجاہدین افغانستان کے محبوب استاذ، مربی وسرپرست، مولانا حامد الحق ومولانا راشد الحق سلمہما کے والد گرامی حضرت مولانا سمیع الحق کو ۲۳ صفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۲ نومبر ۲۰۱۸ء بروز جمعہ بعد نماز عصر ان کے گھر واقع بحریہ ٹاؤن اسکیم راولپنڈی میں سفاک ودرندہ صفت قاتلوں نے خنجر اور چھری جیسے آلہ جارحہ کو استعمال کرتے ہوئے بے دردی سے ذبح اور شہید کردیا، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون، إن للّٰہ ما أخذ ولہٗ ما أعطی وکل شيء عندہٗ بأجل مسمّٰی۔

آپ کی شہادت کا عین وہی دن ہے جب سیشن کورٹ اور ہائی کورٹ سے سزائے موت پانے والی آسیہ ملعونہ کو سپریم کورٹ سے بریت پر پوری پاکستانی قوم سراپائے احتجاج بنی ہوئی تھی۔ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ بھی اپنی شہادت سے ایک دن پہلے ایک احتجاجی مظاہرہ میں شریک ہوئے اور وہاں خطاب اور اس فیصلے پر اپنے غم وغصہ کا اظہار بھی فرمایا تھا۔ شہادت کے دن بھی آپ ایک احتجاجی مظاہرہ میں شرکت کے لئے گھر سے روانہ ہوئے، لیکن راستے بند ہونے کی وجہ سے آپ واپس اپنے گھر تشریف لائے۔ آپ کے خادم اور ڈرائیور قریب ہی سودا سلف لانے کے لئے گئے ہوئے تھے، واپس آئے تو دیکھا کہ حضرت خون میں لت پت ہیں، ہسپتال لے جایا گیا، لیکن آپ کی روح مبارک پہلے ہی قفس عنصری سے محو پرواز ہوچکی تھی۔ یقین نہیں آتا کہ کوئی ظالم ۸۳ سالہ بوڑھے، بیمار اور بزرگ ہستی پر اس وحشت ناک اور دردناک انداز میں ہاتھ اُٹھا سکتا ہے۔ حضرت موصوف کی شہادت سے ایک بار پھر مظلوم مدینہ، داماد رسول، امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا منظر دُہرایا گیا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جس طرح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتلین اس دنیا میں دیدۂ عبرت بنے اور ذلت کی موت مرے، اسی طرح حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کے قاتلین بھی اس دنیا میں نمونۂ عبرت اور ذلت کی موت مریں گے۔

حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی پوری زندگی تعلیم وتعلم، درس وتدریس، تصنیف وتالیف، قومی، ملی، سیاسی خدمات کے علاوہ اعلائے کلمۃ اللہ اور پاکستان کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے قادیانیت سمیت تمام فرقِ باطلہ اور اُمت مسلمہ کے خلاف عالمی استعمار کی دہشت گردی کے تعاقب میں گزری۔ پاکستان میں نفاذ شریعت کے لئے آپ کی تڑپ، پارلیمنٹ کے اندر اور باہر آپ کی تاریخ ساز جدوجہد، افغان جہاد کی سرپرستی آپ کی حیات کے ایسے لازوال کارنامے ہیں، جو موجودہ اور آنے والی نسلوں کے لئے نشانِ راہ بن کر مہمیز کا کام دیں گے، ان شاء اللہ۔ الغرض موصوف ہمہ جہت شخصیت کے حامل تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار خوبیوں اور فکر ونظر کے بہت سے فضائل وخصائص سے نوازا تھا۔

آپ کی پیدائش ۱۲ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۳۶ء کو اکوڑہ خٹک میں ایک علمی خانوادہ میں ہوئی۔ آپ کے شجرۂ نسب میں تقریباً علماء اور دین دار افراد ہی گزرے ہیں۔ آپ کی پانچویں پشت کے حضرت مولانا عبدالرحیم اپنے خاندان کے ہمراہ ۱۱۷۴ھ مطابق ۱۷۶۱ء میں تبلیغ دین کی غرض سے اکوڑہ خٹک میں آکر آباد ہوئے۔

آپؒ نے ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق قدس سرہٗ سے حاصل کی، انجمن تعلیم القرآن اسلامیہ پرائمری

اسکول میں پرائمری تک تعلیم مکمل کی۔ پھر درسِ نظامی کی مکمل تعلیم دارالعلوم حقانیہ ہی میں رہ کر حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں آپ کے والد ماجد کے علاوہ مولانا رسول خان ہزاروی اور شیخ التفسیر امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس اللہ اسرارہم کے نام نامی نمایاں ہیں۔ آپ نے ۱۹۵۸ء میں دارالعلوم حقانیہ سے دورہ حدیث کیا۔ درسِ نظامی سے فراغت کے بعد آپ کے والد ماجد نے دورۂ تفسیر کے لئے حضرت لاہوریؒ کی خدمت میں آپؒ کو لاہور بھیجا۔ آپ نے رمضان تا ذوالحجہ وہاں رہ کر مکمل دورہ تفسیر پڑھا، امتحان میں سونمبر حاصل کئے۔ اور امام الاولیاء حضرت لاہوری ﷫ سے آپ نے بیعت کی، حضرت مولانا سمیع الحق ﷫ خود لکھتے ہیں:

''۲۷ مئی نماز عشاء سے قبل حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے احقر نے بیعت کی درخواست کی، جس پر آپ نے والد ماجدؒ کی اجازت اور مرضی کی تحقیق کرنے کے بعد پذیرائی بخشی اور نماز عشاء کے بعد حضرت لاہوریؒ نے اپنے خصوصی کمرے میں یکسوئی اور تنہائی میں مجھے بیعت کروایا۔ لطیفہ قلبی کی تعلیم و تلقین کی اور پھر خصوصی شفقت سے لبریز جامع دعا فرمائی، مجھے کم از کم ایک ہزار مرتبہ ''اللہ ہو'' کہنے کا حکم فرمایا اور اشیائے خورد و نوش میں شدید احتیاط برتنے پر زور دیا۔'' (خود نوشت ڈائری)

آپ نے ۲۲ سال کی عمر میں جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک میں تدریس شروع فرمادی، گویا آپ نے ساٹھ سال کے قریب 'قال اللّٰہ وقال الرسولؐ' کا درس دیا، آپ کا درس دل چسپ اور معلومات سے بھرپور ہوتا تھا، اس کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنے ادارے سے ایک مجلّہ ماہنامہ ''الحق'' بھی جاری کیا، جس کے آپ ایک عرصہ تک مدیر رہے اور آپ کے اداریہ کی بڑے بڑے اکابر اور اہل قلم صحافی حضرات انتظار، تعریف اور توصیف کیا کرتے تھے، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے ترجمان ماہنامہ ''بینات'' میں ماہنامہ ''الحق'' پر ان دنوں ان الفاظ میں تبصرہ کیا گیا تھا:

''اس ماہنامہ کی ترتیب بڑی دلکش اور مضامین ایمان افزا ہوتے ہیں، اداریہ میں مسائل حاضرہ پر شگفتہ زبان، سنجیدہ اسلوب اور متین انداز بیان میں شرعی نقطۂ نظر سے بصیرت افروز تبصرہ، مقالات میں تنوع، عالم اسلام کے کوائف، عالمی مسائل اور ان کا صحیح حل اور تازہ مطبوعات پر جاندار تبصرہ اس مجلّہ کے خصوصی مشمولات ہوتے ہیں۔'' (ذوالحجہ ۱۳۸۶ھ)

آپ کے فیض قلم سے درج ذیل کتب منصۂ شہود پر آئیں:

۱:- زین المحافل شرح الشمائل للترمذی، ۲:- اسلام کا نظام اکل و شرب (ترمذی ابواب الاطعمہ) کی شرح، ۳:- اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال (ترمذی ابواب البر والصلۃ کی شرح)، ۴:- کاروانِ آخرت، ۵:- شریعت بل کا معرکہ، ۶:- اسلام اور عصر حاضر، ۷:- صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام، ۸:- دعوات حق (۲ جلد)، ۹:- مکاتیب مشاہیر (۱۰ جلد)، ۱۰:- خطبات حق، ۱۱:- منبر حقانیہ سے خطبات مشاہیر (۱۰ جلد)، ۱۲:- قادیانیت: ملت اسلامیہ کا موقف، ۱۳:- قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ۔

....

حضرت مولانا سمیع الحقؒ نے یوں تو ان مذکورہ بالا کتب کے علاوہ بھی زندگی میں پیش آنے والے ہر اہم واقعہ اور ہر اہم معاملہ پر لکھا اور خوب لکھا، شاید ان منتشر مضامین اور تحریروں کو جمع کیا جائے تو مزید کئی کتب منصۂ شہود پر آسکتی ہیں، لیکن فی الحال اس بزم میں اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی بجائے حضرتؒ ہی کے مضامین، انٹرویوز اور تحریرات میں سے چند اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں، جو حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہٗ کی تالیف کردہ کتاب ''مولانا سمیع الحق: حیات وخدمات'' سے لئے گئے ہیں، جس سے محسوس اور معلوم ہوگا کہ آپ کو امت مسلمہ، خصوصاً پاکستانی قوم کے لئے کتنا فکرمندی اور درد تھا اور کس طرح سلگتے مسائل کے حل کے لئے آپ نے پاکستانی قوم اور حکومت کی راہنمائی فرمائی اور پاکستان مخالف لابیوں کو کس انداز سے دندان شکن جواب اور دلائل سے چاروں شانے چت کیا۔

۱:..... ایک جگہ علمائے کرام کو ان کی ذمہ داریوں اور فرائض منصبی کا احساس دلاتے اور آگاہ کرتے ہوئے آپؒ نے لکھا:

''علماء حق زمین کا نمک ہیں، جس کی نمکینی کلمۂ حق کہنے اور دین کو ہر چیز پر مقدم رکھنے میں ہے، لیکن اگر نمک اپنی خاصیت کھو بیٹھے تو پھر کون سی چیز ہے جو اسے نمکین بنادے، اگر کسی میں یہ کربناک منظر دیکھنے کی تاب نہیں تو اسے یہ بات ہر وقت مستحضر رکھنی چاہئے کہ علم خدا کی صفت ہے اور عالم اس کا مظہر، اس علم کا تقاضا ہے کہ اسے اونچا رکھا جائے۔ خدا کی صفت ہر حال میں بالادستی کی مستحق ہے، دار و رسن ہو یا تلوار کی دھار، خدا کے

وصف خصوصی کو ذلت ورسوائی سے محفوظ رکھنا چاہیے۔اس علم کے حامل لوگ اس کی آبرو نہ رکھ سکیں تو ان کے لئے بہتر ہے کہ عالمانہ بھیس چھوڑ کر چمار اور بھنگی بننا قبول کرلیں، ملک وملت سے نصیحت وخیرخواہی کا معاملہ آپ کا فریضہ ہے،اگرکوئی تمہاری رہنمائی طلب کرے تو بقصد خلوص بھرپور تعاون کریں،لیکن اگر معاملہ غلام اور خادم جیسا ہو تو یہ آپ کی اپنی تحقیر نہ ہوگی، بلکہ علم اور دین کی آبروریزی ہوگی۔علماء دین تو ائمہ صدق وعزیمت امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے جانشین ہوتے ہیں۔دربار اکبری کے ابوالفضل اور فیضی اور دربار عباسی کے قاضی ابوالبختری کے نقش قدم پر چلنے والے نائب رسول نہیں بلکہ اس دھرتی پر خدا کی پھٹکار ہیں۔‘‘

(مولانا سمیع الحق: حیات وخدمات،ص:۱۶۵)

۲:......پاکستانی قوم اور مدارس کے لئے دہشت گردی کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے، آپؒ نے جہاد اور دہشت گردی کے فرق کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

’’مشکلات کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ دنیا ٹیررازم کو جس مقصد کے لئے استعمال کرتی ہے بغیر اس کے کہ وہ ہے کیا چیز؟ اس کی حدود کیا ہیں؟ کون سی چیز ٹیررازم ہے اور کونسی ٹیررازم نہیں ہے، خواہ اس تعریف ومعیار پر مغربی طاقتیں یا بڑی طاقتیں اتریں یا کوئی گمنام شخص تو پھر پانی کا پانی اور دودھ کا دودھ سب صاف ہوگا۔یہ سارا معاملہ تب صحیح ہوگا جب ہم ڈیفینیشن طے کریں ....میں خود چاہتا ہوں کہ دہشت گردی کی متعین تعریف ہوجائے۔اقوام متحدہ یا کسی اور پلیٹ فارم پر اس کا تشخص معلوم ہو جائے، حدود متعین کئے جائیں۔لیکن میں آپ کو آسان الفاظ میں فرق بتاتا ہوں کہ جہاد اور ٹیررازم میں فرق کیا ہے؟ میں آپ کو مثال دیتا ہوں، رات کو ایک بس اس روڈ پر پشاور جارہی ہے اور چند ڈاکو اس کو روک لیں اور اس کے اندر گھس جاتے ہیں اور وہاں لڑکیوں کی بے عزتی وآبروریزی کردیتے ہیں، وہاں سواریوں کو قتل کردیتے ہیں، ان کا سارا سامان لوٹ لیتے ہیں تو اس کے ساتھ جو کچھ ہوا، یہ ٹیررازم ہے اور ایک شخص گھر میں آرام سے سورہا ہے، چادر اور چاردیواری کا تحفظ ساری دنیا ضروری سمجھتی ہے،رات کے اندھیرے سے یا اپنی طاقت سے دن دھاڑے کوئی شخص بندوق کی نوک سے آکر میرے گھر میں گھس جاتا ہے، میری عزت لوٹتا ہے، میرے گھر کو لوٹتا ہے، میرے سارے گھر کو تباہ وبرباد کرتا ہے، اس وقت اگر میں گھر میں بندوق اٹھاتا ہوں تو یہ میرے لئے لازمی ہے کہ میں اپنے گھر کا تحفظ کروں،اس گھر میں اگرکوئی اس طریقے سے آتا ہے تو اس کی بقاء کی جنگ جہاد ہے اور جو شخص باہر ڈاکو کی شکل میں آکر لوٹ کھسوٹ کرتا ہے وہ ہے ٹیررازم ، ان دونوں میں فرق کرنا چاہیے۔‘‘(ماہنامہ الحق، اگست ۲۰۰۵ء،بحوالہ مولانا سمیع الحق: حیات وخدمات،ص:۱۴۰)

۳:......اسلام اور امت مسلمہ کی سالمیت کے بارہ میں لکھا کہ:

’’اب کسی ایک قانون، کسی ایک جزئیہ، کسی ایک عنوان یا کسی ایک مشن، کسی ایک مسئلہ اور ملت کے کسی ایک عضو واندام کی حفاظت کی بات نہیں، اب تو امت کی سالمیت کا مسئلہ ہے، دشمن پوری قوت سے امت مسلمہ کو ڈائنامیٹ کردینا چاہتا ہے۔دنیا کی تمام طاقتیں اس بات پر متحد ہوگئی ہیں کہ اسلام کو بہرحال پنپنے نہیں دینا۔امت مسلمہ کو جدید عالمی تبدیلیوں کے بڑے بڑے ہولناک چیلنجوں کا سامنا ہے۔ امریکہ، روس، چین، جاپان، برطانیہ اور پوری دنیائے کفر عالم اسلام کی بیداری کی نئی لہر سے خائف اور لرزاں وترساں ہے۔‘‘

(مولانا سمیع الحق: حیات وخدمات،ص:۲۲)

۴:......افتراق وتشتت کا سبب بننے والی چیزوں سے احتراز کرنے کی تلقین کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا:

’’ہمیں آئندہ ایسی چیزوں سے اجتناب کرنا ہوگا جو دل آزاری اور افتراق وتشتت کا سبب ٹھہرے یا اس سے صحابہ کرامؓ کی شخصیات متاثر ہوں۔اگر ہم گزرے لوگوں (جنہوں نے ایسا کیا ہو) کے بارے میں فیصلہ نہیں کرسکتے ہیں تو کم ازکم موجودہ لوگوں کو اتحاد ووحدت کی خاطر یہ امور چھوڑنے ہوں گے۔فرمایا کہ: ’’تلک امة قد خلت لها ما کسبت ولکم ما کسبتم ولاتسئلون عما کانوا یعملون۔‘‘

(مولانا سمیع الحق: حیات وخدمات،ص:۳۲۸)

۵:......پاکستانی قوم اور حکومت کو خودداری اور آزادی کا درس دیتے ہوئے آپؒ نے فرمایا:

’’کسی ملک کی امداد پر رہنا،کسی غیور زندہ قوم اور مسلمان قوم کے لئے مناسب نہیں ہے، ہم ایک آزاد قوم ہیں اور ہم نے بڑی عظیم قربانیوں سے یہ ملک حاصل کیا ہے۔اس وقت

ہمارا ملک بدقسمتی سے کچھ ایسے جغرافیائی حالات سے دوچار ہے جن سے بعض سپر طاقتیں ناجائز فائدہ اٹھارہی ہیں۔ اس وقت پوری دنیا میں اقتصادی امداد کا سلسلہ جاری ہے اور بڑی طاقتیں چھوٹی طاقتوں کی امداد کررہی ہیں، جو کہ درحقیقت مدد نہیں ہوتی، بلکہ سود پر رقم دیتے ہیں، جسے پھر امداد حاصل کرنے والے ممالک سود در سود واپس ادا کرتے ہیں اور یہ سودی نظام ساری دنیا میں رائج ہے۔ اس کو وہ اقتصادی امداد کا نام دے کر طرح طرح کے قومی، ملی اور دینی وسیاسی مفادات سے کھیلتے ہیں۔‘‘

(مولانا سمیع الحق: حیات وخدمات، ص:۲۵۶)

۶:......ایک انٹرویو میں امت مسلمہ کی قربانیوں کی بدولت مغربی اقوام کو ملنے والے فوائد اور اس کے بدلہ میں انہوں نے مسلمانوں کو کیا دیا؟ اس سوال کا جواب جب ان سے مانگا تو ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا، آپؒ نے فرمایا:

’’دیکھئے! افغانستان پر روس کا جو قبضہ ہوا تو سب سے بڑی قربانی پاکستان نے دی اور پاکستان کے عوام نے دی۔ کم از کم بیس لاکھ آدمی شہید ہوگئے۔ ۵۰ لاکھ کا بوجھ ہم نے اٹھایا اور پورے پاکستان کو رسک میں ڈال دیا، ہوسکتا تھا کہ سویت یونین ہمیں بھی تباہ وبرباد کرکے رکھتا، ابھی تک ہم وہ نقصانات بھگت رہے ہیں۔ ۲۰ لاکھ آدمیوں کا قتل، ہزاروں معذور لولے، لنگڑے، کئی لاکھ مہاجر ہمارے ملک میں اب بھی پڑے ہوئے ہیں۔ اس ساری قربانی کے بعد اس کا سارا فائدہ مغربی اقوام نے لیا۔ ایک فائدہ یہ کہ امریکہ واحد سپر پاور بن گیا۔ دوسرا فائدہ یہ کہ آپ کا مشرقی یورپ سارا آزاد ہوگیا۔ تیسرا فائدہ یہ کہ برلن کی ساری دیواریں ٹوٹ گئیں اور تمام دنیا پر صرف مغربی قوتوں کا ہولڈ آگیا۔ یورپی یونین سارا آپس میں متحد ہوگیا۔ یہ سب کچھ ہماری قربانیوں کا پھل تھا، ہمیں کیا ملا؟ اتنی بڑی قربانیوں کے بعد بھی ہمارا افغانستان جہنم کدہ بنا ہوا ہے اور ایسی آگ میں ڈالا گیا جس سے کوئی نہیں نکل سکتا اور پھر پاکستان کی کیا حالت ہے؟ کہ ہم دہشت گرد کہلائے، اب ہم ہر جگہ ٹیرارسٹ ہیں اور دنیا میں بلی بھی ایک چوہے کو پکڑتی ہے تو شور مچتا ہے کہ یہ پاکستان سے ہوا تو جن لوگوں کی قربانیوں اور سرگل سے یہ سب کچھ ہوا اور وہ سب کچھ ہم نے آپ کی جھولی میں ڈالا تو آپ ہمارے ساتھ کم از کم یہ نہ کریں کہ کانٹے صرف ہم کو ملیں اور ہمارا سارا دامن ہی کانٹوں سے بھر دیا۔ تو اس کا جواب ان کے پاس نہیں تھا، وہ بڑے متاثر ہوئے اور سوچ کر کہا کہ واقعی یہ سوچنے کی بات ہے۔‘‘

(مولانا سمیع الحق: حیات وخدمات، ص:۱۳۹)

۷:...... تجدد پسندوں اور مغربی افکار و نظریات کے دل دادہ لوگوں کے عزائم سے آگاہ کرتے ہوئے حضرت موصوف لکھتے ہیں:

’’الغرض تجدد واصلاح مذہب کے نعرے بلند کرنے والوں کے عزائم اور مقاصد اگر صرف یہی ہوتے تو اختلاف کی کوئی صورت پیدا نہ ہوتی، مگر اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اسلام کو نئے تقاضوں کے سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں، ان کی ذہنی ساخت، تعلیم وتربیت، ذاتی وسیاسی مصالح، مغربی تہذیب وتمدن میں سرتاپا استغراق اور جن سرچشموں سے ان کے نظریات کی آبیاری ہورہی ہے اور اسلام پر تحقیق وریسرچ کے جو نت نئے نمونے مسلمانوں کے سامنے آرہے ہیں، ان سب چیزوں سے یہ حقیقت مسلمہ کھل کر سامنے آچکی ہے کہ دراصل ان لوگوں کا مقصد پورے اسلامی معاشرہ کو مغربی تہذیب و تمدن اور لادینی افکار وخیالات میں ڈھالنا اور اسلامی ممالک کو مغربی ممالک کے نقش قدم پر چلانا ہے۔ اس راہ میں جو بھی دینی تصورات اور ضوابط، قوانین اور دینی اقدار و روایات حائل ہوسکتے ہوں ان میں ترمیم وتنسیخ کی جائے یا اسے کھینچ تان کر اسلام کے دائرہ میں لایا جائے۔ اور مختصراً یہ کہ اس طرح حقیقی خدوخال سے محروم ہوکر ملک ومعاشرہ کو ’’مغربیت‘‘ کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے کوئی رکاوٹ نہ بنے۔ یہی وہ المناک صورت حال ہے جس سے تجدد اور اصلاح کے خوشنما نام سے اسلام اور راسخ العقیدہ مسلمان دوچار ہیں۔ تجدید کے نام پر مغربی تہذیب وافکار کی ہی وہ اندھی تقلید ہے جس کا رونا علامہ اقبال رو چکے ہیں:

لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ آوازۂ تجدید
مشرق میں ہے تقلید فرنگی کا بہانہ

اور یہی وہ تشویشناک صورت حال ہے جس نے دینی اقدار وافکار پر مرمٹنے والے علماء اور غیور مسلمانوں کو شدید اضطراب میں مبتلا کردیا ہے اور وہ کسی حال میں بھی اسلام کو یورپ کے اخلاق اور روحانی اقدار سے عاری نظام کی بھینٹ چڑھانے پر آمادہ نہیں ہوسکتے۔ اور اس راہ میں وہ بے خطر ہر میدان میں سنگ گراں ثابت ہوجاتے ہیں۔ اہل تجدد اور مغرب زدہ طبقہ کے ہاں نئے تقاضوں اور حالات کے سامنے اور مذہب کے ترقی پذیر ہونے کا مطلب کھلے الفاظ میں یہ ہے کہ مذہب کو حالات کا تابع بنادیا جائے، نہ کہ حالات اور زمانہ

کو مذہب کے مطابق بنایا جائے۔‘‘

(مولانا سمیع الحق: حیات وخدمات، ص:۳۰۴-۳۰۵)

۸:...... ڈاکٹر فضل الرحمٰن کے فتنہ کے بارہ میں آپ نے لکھا:

’’ڈاکٹر فضل الرحمٰن اور ان کے ادارے ’’اسلامی تحقیقاتی ادارہ‘‘ کا مشغلہ ہی آج تک دین کے مسلمات سے تلاعب، تمسخر اور اسے مشق مسخ وتحریف بنانے کے سوا کچھ نہیں۔ ان کے مشاغل وعزائم کی کچھ جھلکیاں ہم وقتاً فوقتاً پیش کرتے رہتے ہیں، ادارے کے بزعم خود شہرۂ آفاق محقق ڈاکٹر فضل الرحمٰن کا اصل روپ اب مسلمانوں سے مخفی نہیں رہا، ان کی مساعی کا نتیجہ سوائے ضیاع وقت کے کچھ اور نہیں نکلتا اور ان کی تحقیقات مسلمانوں کی دل شکنی اور نظریہ پاکستان سے انحراف رہا، باہمی تفریق وانتشار اور پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچانے کا سبب بن رہی ہیں۔‘‘ (الحق، اکتوبر ۱۹۶۶ء)

۹:...... قادیانیت کے بارہ میں آپ نے لکھا:

’’قادیانیت مسلمانوں کے لئے ایک ایسا شجرہ خبیثہ ہے، جس کی جڑیں کبھی بھی عقل ودانش کی زمین میں جگہ نہیں پکڑ سکیں، لیکن دجل وتلبیس، ملمع سازی اور فریب کے بل بوتے پر اس کی شاخیں کبھی کبھی پھیلنے لگتی ہیں اور خطرہ لاحق ہوجاتا ہے کہ دین قیم کے صراط مستقیم پر چلنے والوں کے لئے پرخار دار جھاڑیاں اور کانٹے راہ حق سے بھٹکنے کا ذریعہ نہ بن جائیں...... گو آج انور شاہ کشمیری، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، اور مولانا ثناء اللہ امرتسری ہم میں نہیں، مگر مسلمانوں کے منبر ومحراب، ہر مدرسہ وخانقاہ، ہر مجلس ومحفل سے ان اکابر کی روح بول رہی ہے اور ہر مسلمان کے دل میں وہ آگ سلگ رہی ہے، جسے ان اکابر نے روشن کیا تھا، یہاں ہم اس دریدہ دہن کی خدمت میں صرف یہ شعر پیش کرنے پر اکتفا کریں گے۔

مت سوچ ’’بخاری‘‘ نہیں ارباب وطن میں
یہ دیکھ فضا شعلہ فشاں ہے کہ نہیں ہے
جو آگ سلگتی رہی اس شیر دل میں
اس آگ سے ہر روح تپاں ہے کہ نہیں ہے

(بادنی تغیر، الحق، مارچ ۱۹۶۷ء)

۱۰:...... قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی وضاحت کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا:

’’قادیانیت کے بارے میں آئین کی اسلامی دفعات ہیں، اس مسئلے کا فیصلہ نہ تو مولویوں نے کیا ہے اور نہ ہی کسی مدرسے نے، بلکہ پارلیمنٹ نے کیا ہے، انہوں نے پورے چالیس دن بڑے بڑے وکلاء اور اٹارنی جنرل رکھے ہوئے تھے اور وہ دہشت گرد تو کیا پارلیمنٹرین بھی نہیں تھے، بھٹو خود سوشلسٹ، اور روشن خیال تھا، انہوں نے آئین کی روشنی میں فیصلہ کیا۔ اب اس کے بارے میں ہر وقت مسئلہ اٹھتا ہے کہ آئین سے یہ چیز امریکہ نکال رہا ہے، جو بہت افسوس کی بات ہے، اس کی تلافی کرنی چاہئے، امریکہ کو اپنی براءت کا کھل کر اظہار کرنا چاہئے، پارلیمنٹ کسی کو غیر مسلم کہے یا مسلمان کہے، امریکہ کا اس سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے۔ کوئی فنڈا مینٹل (Fundamental) ہونے کی وجہ سے ہم نے ان کی مخالفت نہیں کی تھی، بلکہ وہ خود کہتے تھے کہ ہمارا نبی الگ ہے، اس کی الگ کتاب ہے، جیسے موسیٰؑ کے بعد عیسیٰؑ آ گئے اور عیسیٰؑ کے بعد حضور ﷺ، کوئی بھی کسی کو مجبور نہیں کرسکتا کہ وہ اپنا مذہب تبدیل کردے۔ کیا ایسے شخص کو یہودی موسیٰؑ کی طرح اور عیسائی عیسیٰؑ کی طرح نبی ماننے کے لئے تیار ہیں؟ وہ ہرگز تیار نہیں ہوں گے، اگر آپ ہمیں مجبور کرتے ہیں تو پہلے خود اعلان کیجئے کہ عیسائی اور یہودی اب مرزا غلام احمد کے امتی ہیں۔ جب مرزائیوں نے خود کہا کہ ہم علیحدہ ایک امت ہیں، باقاعدہ ان کی کتابوں کے حوالے ہیں اور دوسری اہم بات یہ کہ ان کے تعلقات اسرائیل کے ساتھ تھے۔ درحقیقت یہ مسلمانوں کے خلاف استعمار اور سامراج کا ایک ففتھ کالم سیاسی گروپ تھا، جس کی سازشیں اور عزائم ہم نے قومی اسمبلی میں مستند حوالوں کے ساتھ پیش کئے۔ پس منظر میں ان کی ساری تاریخ مسلمانوں کے خلاف تھی۔ کشمیر میں بھی انہوں نے غداری کی ہے، سارا علاقہ کاٹ دیا، تقسیم ایسی کی گئی کہ ضلع گورداسپور انڈیا کے ساتھ شامل ہوگیا اور کشمیر ہم سے کٹ گیا، یہ بہت بڑی داستان ہے۔ قومی اسمبلی میں ہمارے بزرگوں نے جو بحث کی ۱۹۷۴ء کی، وہاں ہمارے بزرگوں نے مسلمانوں کا موقف پیش کیا کہ ان کو کیوں غیر مسلم سمجھتے ہیں، اس کے بعد اس پر تین سو صفحات کی کتاب مسلمانوں کی طرف سے لکھی گئی تھی، اس میں کافی حصہ میں نے بھی لکھا تھا، میں اس وقت نوجوان تھا، جبکہ پہلا حصہ جسٹس تقی عثمانی صاحب نے لکھا تھا، اس میں سارے دلائل واضح طور پر ذکر کئے گئے تھے، اگر امریکہ میں اوبامہ بھی وہ کتاب پڑھتا تو وہ بھی فیصلہ کرلیتا کہ یہ لوگ مسلم نہیں ہیں۔ مسئلہ صرف مسلمان اور غیر مسلمان کا نہیں تھا، بلکہ مسئلہ غدار اور غیر غدار کا بھی تھا۔ وہ ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے تھے، جیسے آپ امریکہ میں کسی ایسے شخص یا جماعت کو برداشت نہیں کرتے جو غدار وطن ودین ہو تو ایسے ہم بھی غدار

وطن ، غدارِ ملت اور غدارِ دین کو برداشت نہیں کرتے۔''

(مولانا سمیع الحق: حیات وخدمات، ص:۳۵۲-۳۵۳)

....

راقم الحروف کی حضرت مولانا سمیع الحقؒ سے سرِراہ تو کئی بار سلام دعا ہوئی، لیکن تفصیلی ملاقات اس وقت ہوئی جب حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی تعزیت کے لئے حضرت مولانا مفتی خالد محمود اور مفتی محمد بن جمیل خان کے ہمراہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک گیا تھا۔ حضرت شہیدؒ بہت ہی شفقت اور محبت سے ملے، کافی دیر باتیں ہوتی رہیں، راقم الحروف سے فرمایا: میں آپ کا اداریہ ماہنامہ بینات میں پڑھتا ہوں، دل سے دعائیں نکلتی ہیں، غائبانہ تو آپ سے تعارف ہے، آج بالمشافہ ملاقات غالباً پہلی دفعہ ہورہی ہے، پھر فرمایا: اور مضامین بھی لکھتے ہیں یا راشد الحق کی طرح صرف اداریہ لکھنے پر اکتفا ہے؟ میں نے عرض کیا: حضرت! آپ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ دین کی خدمت لیتے رہیں۔ تقریباً دو گھنٹے سے زیادہ وقت دیا، کھانا اپنے ساتھ بٹھا کر کھلایا اور اپنی شہرہ آفاق کتاب ''مکتوبات مشاہیر'' مکمل سیٹ بھی ہدیۃً عنایت فرمایا۔ اس موقع پر آپؒ نے فرمایا: آج کل حضرت لاہوریؒ کے افادات پر کام کررہا ہوں، دعا ہے کہ وہ میری زندگی میں مکمل ہوجائے۔ اس پر حضرت مفتی خالد محمود صاحب نے آپ سے کہا: حضرت! آپ سیاست میں اپنے آپ کو نہ اُلجھائیں، بس اسی علمی کام میں اپنے آپ کو ہمہ وقت مصروف رکھیں، اس میں آپ کی زیادہ ضرورت ہے.......

حضرت کی شہادت کی خبر جیسے ہی ملی تو دل پر بہت زیادہ صدمہ ہوا، اور دل میں آیا کہ حضرت کے جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کرکے اپنی بخشش کا سامان کیا جائے۔ دوسرے دن صبح کی فلائٹ میں مولانا مفتی خالد محمود صاحب کی سربراہی، مولانا ڈاکٹر سعید خان اسکندر اور مولانا محمد ابراہیم سکرگاہی کی ہمراہی اور پشاور سے محترم جناب بھائی زبیر علی صاحب کی قیادت میں آپؒ کے جنازہ میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا حامد الحق نے پڑھائی، جس میں بلامبالغہ لاکھوں لوگ شریک تھے۔ آپ کی نماز جنازہ ساڑھے تین بجے پڑھائی گئی، لیکن ازدحام کی بنا پر مغرب کے بعد تک گاڑیاں اپنی اپنی جگہ پھنسی رہیں، جیسے ہی ہماری گاڑی کو کچھ راستہ ملا، ہم نے دارالعلوم حقانیہ میں مغرب کی نماز ادا کی اور اس کے بعد اپنے رفقائے سفر کے ہمراہ حضرت مولانا حامد الحق سے تعزیت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم اور مرکزی ناظم نشر و اشاعت حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی صاحب بھی نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ چونکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم عذر کی بنا پر نماز جنازہ میں شریک نہ ہوسکے تو ۳۰؍صفر مطابق ۹؍نومبر بروز جمعہ آپ اپنے صاحبزادے حضرت ڈاکٹر مولانا سعید خان اسکندر کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تعزیت کے لئے تشریف لے گئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امراء حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب، حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی صاحب، مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مبلغین ختم نبوت اور ادارہ ہفت روزہ ختم نبوت حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور حضرت کی شہادت کے سانحہ کو اپنا سانحہ اور غم تصور کرتے ہیں۔ قارئین سے حضرت موصوف کے لئے ایصالِ ثواب کی درخواست ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت کو قبول فرمائے، آپ کو جنت الفردوس کا مکین بنائے، آپ کے پسماندگان، متعلقین اور آپ کے تلامذہ کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے قاتلین کو دنیا وآخرت میں عبرت کا نشان بنائے۔ آمین۔

☆☆..............☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 32545573

تبلیغی جماعت پاکستان کے امیر

حضرت حاجی عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ ارتحال

مولانا سیّد محمد زین العابدین

۹ ربیع الاوّل ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۸ نومبر ۲۰۱۸ء کا سورج دعوت و تبلیغ پاکستان کے امیر حضرت حاجی محمد عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر ساتھ لے کر طلوع ہوا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون!

حاجی محمد عبدالوہاب صاحبؒ دورِ حاضر میں پوری دُنیا میں پھیلی تبلیغی تحریک میں وہ آخری شخصیت تھے جو تقریباً پون صدی کی تاریخ تھے، ایک عرصہ گزرا کہ تبلیغی جماعت کے وہ راہنما اور بزرگ جنہوں نے مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ، مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ اور مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ کو براہِ راست دیکھا، سنا اور ان کی صحبتوں سے مستفید ہوئے وہ دُنیا سے رخصت ہوگئے، حاجی محمد عبدالوہاب صاحبؒ اس سلسلہ کی آخری شمع تھے، یہ شمع عرصۂ دراز تک جلتی رہی اور نئی نئی شمعیں جلاتی رہی، کئی بار امراض و اسقام کی مخالف فضاؤں سے لگنے لگا یہ شمع اب بجھنے والی ہے، لیکن وہ بجھ بجھ کر بھی سنبھلتی رہی اور نئی نئی قندیلوں کو روشن کرتی رہی۔

حاجی عبدالوہاب صاحبؒ کی کوئی مجلس مولانا محمد الیاسؒ، مولانا محمد یوسفؒ اور مولانا انعام الحسنؒ کے تذکرہ سے خالی نہ ہوتی تھی، صرف یہی نہیں وہ گزشتہ صدی میں گزرنے والے حالات کے عینی شاہد تھے، تحریک آزادی و تقسیم ہند، تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کا آنکھوں دیکھا تذکرہ بھی ان کی نجی مجالس میں ہوتا تھا، وہ امیر شریعت حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، محدث العصر حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، خطیب اسلام حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ، قائد ملت حضرت مولانا مفتی محمودؒ، خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ، مجاہد تحریک آزادی مرزا غلام نبی جانبازؒ، حضرت مولانا تاج محمودؒ اور ان جیسے ملت کے کئی نامور سپوتوں کے آنکھوں دیکھے واقعات کے وہ گواہ تھے اور ان حضرات کے واقعات مع جزئیات کے بیان کیا کرتے تھے۔

حاجی صاحبؒ کی پیدائش ۱۹۲۲ء میں سہارنپور دہلی میں ہوئی تھی، تقسیم ہند کے بعد آپ کے گھر والے بورے والہ ویہاڑی پاکستان منتقل ہوئے، حاجی صاحب ابتدائی دینی و عصری تعلیم حاصل کرکے اسلامیہ کالج لاہور میں داخل ہوئے اور وہاں عصری علوم کی تکمیل (گریجویشن) کرکے تحصیل دار کے عہدے پر فائز ہوئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ ابتدائی طور پر مجلس احرار اسلام سے وابستہ ہوئے پھر حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کی حیات ہی میں کسی موقع پر نظام الدین تبلیغی مرکز حاضر ہوئے، یہ ۱۹۴۴ء کی بات ہے، چھ ماہ کا عرصہ مولانا محمد الیاسؒ کی صحبت میں اس طرح گزرا کہ مولانا کاندھلویؒ نے دعوت و تبلیغ کی حقانیت آپ کے دل و دماغ میں اتار دی، پھر یہی حاجی عبدالوہابؒ جو ایک سرکاری ملازم تھے، فنافی التبلیغ ہوگئے، یہاں تک کہ دعوت و تبلیغ کی محنت اور لوگوں تک اللہ کے دین کو پہنچانے کے لئے نوکری حارج ہوئی، اس کو چھوڑ دیا، اولاد کوئی تھی نہیں، اہلیہ کا کچھ عرصہ کے بعد انتقال ہوگیا، حق تعالیٰ نے ہر طرف سے آپ کو تبلیغ کے لئے عافیت عطا فرمادی، یوں آپ نے اپنے کو تبلیغ کے لئے وقف کردیا۔ تقسیم ہند کے بعد تبلیغی کام جب پاکستان منتقل ہوا، تو رائے ونڈ کی جگہ پاکستان کے لئے مرکز قرار پایا، اور الحاج بھائی محمد شفیع قریشیؒ اہل پاکستان کے لئے پہلے امیر طے پائے، ان کے انتقال کے بعد جناب الحاج بھائی محمد بشیرؒ امیر مقرر ہوئے، ان کی رحلت کے بعد (۱۹۹۲ء) میں حاجی عبدالوہابؒ پاکستان کے تبلیغی کام کے فعال امیر مقرر ہوئے۔

بیعت کا تعلق حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ سے قائم کیا اور خلافت سے سرفراز ہوئے ان کے خلفاء کی فہرست میں آپ کا نام موجود ہے، مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہیدؒ

کے بڑے داماد مولانا فصیح احمد صاحب نے مجھے مولانا محمد احسان الحق صاحب مدظلہٗ کے حوالہ سے بتایا کہ حاجی صاحب ؒ کو حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی، یوں اس وقت آپ ہر دو مشائخ کے پاکستان میں آخری خلیفہ تھے۔ ۲۰۱۴ء میں عالمی سطح پر ۵۰۰ بااثر شخصیات میں سے دسویں نمبر پر آپ کا نام آیا اور پھر اب تک مسلسل آتا رہا، آپ کی قریب قریب پون صدی پر محیط پوری زندگی دعوت و عزیمت سے عبارت رہی، آپ نے مروجہ طریق پر درسِ نظامی کی کتب نہیں پڑھی تھیں، اس لئے آپ باقاعدہ عالم نہیں کہلاتے تھے، لیکن جب مجمع عام میں بیان کرنے بیٹھتے تو بہت سے دقیق مسائل مع اُن کی جزئیات کے پوری طرح بیان کردیتے، اور بہت ہی سمجھ داری اور زیرکی سے بہت سی ایسی چیزوں میں بھی اپنی جچی تلی رائے دے دیتے جو تبلیغی گفتگو سے ہٹ کر ہوتی، جس سے یہی اندازہ ہوتا کہ دینی علوم وفنون اور علومِ عربیہ متداولہ پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں۔

حضرت حاجی محمد عبدالوہاب صاحب نے اپنے پیشرو تینوں امراء کی صحبتوں سے جو کچھ سیکھا تھا پوری زندگی وہ دوسروں کو سکھاتے رہے، ان کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا دعوت کی محنت تھی، وہ اعمال و اشغال کے بھی بڑے پابند تھے، پوری زندگی ہر حال میں ذکر وتہجد کے پابند رہے۔ عمر کے آخری حصہ میں بعض عوارض و بیماریوں کے سبب نقل و حرکت سے تقریباً معذور ہوچکے تھے، لیکن ایسی حالت میں جب وہ دوسروں ہی کی مدد سے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاسکتے تھے، ملک وبیرون ملک کے درجنوں سفر کیے، تبلیغی مرکز رائے ونڈ میں بھی وہ اپنے ارشادات وہدایات سے واردین وصادرین کو مستفید فرماتے رہتے تھے۔ الغرض! اپنے پیشرو بزرگوں سے انہوں نے دعوت وتبلیغ کے کام کو سنبھالنے کے جو وعدے کیے تھے پوری زندگی اس کو نبھاتے رہے، اس راہِ وفا میں جو تکلیفیں انہوں نے اُٹھائیں اور جو تنگی وترشی برداشت کی اور جن صبر آزما مصائب ومشکلات سے گزرے؛ ہم جیسا اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا، ان کے ابتدائی حالات جو بڑوں سے سنے کہ اسی دعوت وتبلیغ کے کام کے لئے پورا پورا دن بھوکا پیاسا پیدل چل چل کر ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا اور لوگوں کی باتیں، گالیاں سننے یہاں تک کہ ماریں کھاکر بھی ان کو دین کی دعوت دینا ان کے لئے معمولی بات تھی۔ حق تعالیٰ ان کو اپنی شایانِ شان بدلہ عطا فرمائے۔

اور پھر وہ دنیا کے عالمی حالات پر گہری نظر رکھنے والے امت کے ایک بڑے لیڈر کی حیثیت بھی رکھتے تھے، لیکن ان سب چیزوں کے اوپر دعوت وتبلیغ کا کام مقدم ہوتا تھا، وہ فتنوں کے لئے بھی ایک بڑی آڑ اور ڈھال تھے، ان کی وفات سے امت مسلمہ بہت بڑی خیر سے محروم ہوگئی ہے، ان کی وفات کے بعد بس مسلسل یہی دعا زبان پر ہے: اَللّٰھم لاتحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہٗ!

حضرت حاجی صاحبؒ کی پوری زندگی دعوت دین کے لئے وقف تھی

کراچی (پریس ریلیز) دعوت وتبلیغ پاکستان کے امیر عالمی مبلغ حاجی عبدالوہاب صاحب کی رحلت امت مسلمہ کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ عالم اسلام آپ کی دعاؤں اور آہ سحرگاہی سے محروم ہوگیا۔ حاجی صاحب نے اکابر کی روایات کو طویل مدت تک زندہ رکھا۔ آپ ؒ امت کے اتحاد و یکجہتی کا استعارہ تھے۔ ان کی رحلت سے پیدا ہونے والا خلا شاید کبھی پُر نہ ہوسکے۔ امت مسلمہ حاجی صاحب کے مشن کو جاری رکھنے کا عزم اور ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعاؤں کا اہتمام کرے۔ حاجی عبدالوہاب صاحب نے تحفظ ختم نبوت کے مشن میں امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری کی صحبت اٹھائی اور آپ ہمہ وقت فتنہ قادیانیت کا تعاقب کرنے والوں کے لئے دعاگو رہتے تھے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا خواجہ عزیز احمد، مولانا پیر حافظ ناصر الدین خاکوانی، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مفتی خالد محمود، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، محمد انور رانا، سیّد انوار الحسن، حاجی عبداللطیف طاہر اور دیگر نے تبلیغی جماعت پاکستان کے امیر حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب کی رحلت پر اپنے تعزیتی بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ان کی پوری زندگی دین کی دعوت کے لئے وقف تھی۔ آپ نے انسانوں کو اپنے خالق سے تعلق جوڑنے کی عمر بھر تگ ودو کی۔ آپ ؒ نے اکابر کی روایات اور محنت کو جس طرح زندہ رکھا وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ ان کی دعائے نیم شبی اور آہ سحرگاہی وطن عزیز پاکستان اور پورے عالم اسلام کے لئے بڑی خیر و برکت کا باعث تھی۔ حاجی عبدالوہاب صاحب کی رحلت بہت بڑا سانحہ ہے لیکن قوم صبر وتحمل کا مظاہرہ اور ان کے مشن کو آگے بڑھانے کا عزم کرے۔ حاجی عبدالوہاب صاحب تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے سپاہی رہے اور فتنہ قادیانیت کا تعاقب کرنے والوں کے لئے ہمہ وقت دعاگو رہتے تھے، اس لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسے اپنا ذاتی سانحہ سمجھتے ہوئے دنیا بھر میں دینی خدمات سرانجام دینے والے مجلس کے مبلغین، علماء وفضلاء، مساجد کے ائمہ وخطباء، کارکنان ختم نبوت اور ارباب مدارس سے بالخصوص اور پوری امت سے بالعموم حاجی صاحب اور دیگر تمام مسافران آخرت کے درجات کی بلندی کے لئے دعاؤں کی اپیل کرتی ہے۔

حاجی قاضی فیض احمد مرحوم سے ایک دلچسپ گفتگو

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد کے والد ماجد جناب حاجی قاضی فیض احمدؒ گزشتہ دنوں رحلت فرمائے عالم آخرت ہوئے۔ جن کا تذکرہ گزشتہ شمارہ میں قارئین نے پڑھا ہوگا۔ آپ چونکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے قدیم رکن رکین اور اکابرین کے مشیر ومعاون رہے، اس لئے کچھ عرصہ پہلے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے آپ سے سوالات کی صورت میں مجلس کے اکابرین کی یادوں، حالات وواقعات اور ختم نبوت کے لئے ان حضرات کی لازوال قربانیوں کی یادتازہ کرتے ہوئے انٹرویو کیا تھا۔ جسے نذر قارئین کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

س:...... حاجی صاحب! آپ اپنا تعارف کروائیں۔

ج:...... فقیر کی پیدائش ۱۹۲۹ء کی ہے۔ سرہند شریف میں الحاج قاضی محمد شفیع کے گھر میں پیدا ہوا۔ میرے آباؤ اجداد قدیم سے مسلمان چلے آرہے ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد ہجرت کر کے سرہند شریف سے پاکستان میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں آباد ہوئے۔ اُس وقت میری عمر ۱۸ سال تھی۔

س:...... آپ کی دینی اور دنیاوی تعلیم کیا ہے؟

ج:...... فقیر کی دینی تعلیم ناظرہ قرآن مجید اور ضروری مسائل جبکہ عصری تعلیم مڈل کلاس پاس ہے۔

س:...... آپ کی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ کس طرح اور کس سن میں وابستگی ہوئی؟

ج:...... ابتدا سے گھریلو ماحول دینی تھا۔ تقسیم سے قبل بھی علماء کرام خصوصاً علمائے دیوبند سے میرے بزرگوں کا گہرا تعلق رہا۔ پاکستان آکر ٹوبہ ٹیک سنگھ میں خوش قسمتی سے مفتی محمد نعیم لدھیانوی مرحوم سے گہرا تعلق ہوگیا۔ انہی کے پاس سے حاجی محمد اشرف مرحوم، چوہدری ظفر احمد مرحوم لدھیانوی سے دوستانہ مراسم ہوگئے جو ذہناً پختہ احراری تھے۔ بس انہی کی بدولت تحفظ ختم نبوت جماعت سے تعلق ہوگیا۔

س:...... مجلس کا دستوری اجلاس ٹوبہ میں ہوا اس کے داعی کون تھے؟ کیا آپ اس اجلاس میں شامل تھے؟

ج:...... مجلس کا جو دستوری اجلاس ۱۹۵۴ء میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہوا، اس کے داعی حاجی محمد اشرفؒ تھے۔ یہ فقیر بھی اس اجلاس میں پوری تندہی سے شامل تھا اور بزرگوں کی خوب خدمت کی۔ یہ اجلاس حضرت مفتی محمد نعیم لدھیانوی مرحوم کے مکان پر ہوا جو تین دن جاری رہا۔ انہی دنوں ایک بہت بڑی دفاع پاکستان کانفرنس مجلس احرار کی زیر نگرانی ہوئی۔ انہی ایام میں حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی نظر شفقت سے مجھے زندگی بھر کے لئے جماعت کا قرب نصیب ہوا۔

س:...... سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور مولانا محمد علی جالندھریؒ کے ساتھ تعلقات کی نوعیت؟

ج:...... حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے در دولت پر مہینہ دو مہینہ بعد حاضری ہو جاتی ہے مگر تھوڑی دیر کے لئے، اس لئے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے جمال وجلال کا یہی تقاضا تھا کہ زیارت کرواور آجاؤ۔ حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادی صاحبؒ اور مولانا محمد علی جالندھریؒ سے تعلق دن بدن گہرا ہوتا گیا۔ الحمدللہ! تادم تحریر قائم ہے، ایک وقت ایسا بھی تھا کہ جمعرات کو چناب ایکسپریس سے سوار ہوکر ملتان دفتر ختم نبوت رات گزار کر صبح شجاع آباد پہنچ جاتے۔ قاضی صاحبؒ کی اقتدا میں جمعہ پڑھتے اور رات کی گاڑی سے واپس آتے۔ اس سفر میں حاجی چوہدری عبدالرحمن، محمد اختر انور، حاجی محمد اشرف صاحب فقیر کے ساتھ ہوتے تھے۔

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا جماعتی اور مبلغین کی تربیت، مالیات کا نظم ونسق مثالی تھا۔ مبلغین حضرات کو اپنے پاس بٹھا کر بڑے پیارے انداز میں مسئلہ کی اہمیت اور مبلغ کی ذمہ داری کے عنوان سے خوب سمجھاتے۔ مولانا مرحوم حساب وکتاب کو صحیح و درست رکھنے میں بہت زیادہ محنت کرتے تھے۔ مولانا مرحوم کا فرمان تھا: ایک پیسہ کا تیل خرچ کرلو، ایک پائی کا حساب میں فرق مت کرو۔

س:...... آپ مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن کب بنائے گئے؟

ج:...... صحیح تاریخ تو معلوم نہیں، البتہ حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی امارت کے دوران بحیثیت ناظم اعلیٰ مجاہد ملت حضرت

مولانا محمد علی جالندھریؒ نے اس فقیر کو مرکزی شوریٰ کا رکن نامزد کیا تھا۔

س:...... آپ کے بزرگوں کا بیعت کا تعلق کن سے تھا؟

ج:...... میرے آباؤ اجداد کا تعلق بیعت حضرت حافظ غلام رسول صاحب لدھیانوی سے تھا، جن کا فیض آج بھی گوجرانوالہ بازار کسیرا مدرسہ اور مسجد کی شکل میں موجود ہے، یہ قبل از تقسیم کی بات ہے۔ بعدازاں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے رہا۔

س:...... آپ کس بزرگ سے بیعت ہیں؟

ج:...... جن دنوں ختم نبوت کانفرنس محلہ گڑھا چنیوٹ میں ہوتی تھی انہی دنوں اس عاجز فقیر نے حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ (جنہوں نے مجھے بیٹا بنایا ہوا تھا اور فقیر انہیں حضرت اباجی ہی کہا کرتا تھا) سے عرض کیا کہ مجھے کسی بزرگ سے بیعت کرادیں، کچھ دیر سوچ کر حضرت اباجیؒ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ وقت نکال کر کندیاں شریف چلیں گے۔ لیکن ان کی بیماری بڑھتی گئی۔ آخر وقت موعود آگیا، فقیر اباجیؒ کے ساتھ کندیاں نہ جاسکا۔ خلش بڑھتی گئی۔ آخر حاجی محمد اشرف صاحبؒ مجھے کندیاں شریف لے گئے اور یہ خوش قسمت فقیر حضرت اقدسؒ سے بیعت ہوگیا۔

س:...... حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کی کوئی کرامت؟

ج:...... خواجہ خواجگان حضرت خواجہ خان محمدؒ کی سب سے بڑی کرامت آپ کا ہر عمل سنت کے مطابق ہوتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت مولانا عبدالشکور ترمذیؒ مدرسہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا والے خانقاہ سراجیہ کندیاں تشریف لائے تین دن قیام فرمایا، واپسی پر فرمایا کہ الحمدللہ! یہاں ہر کام سنت کے مطابق ہے، کوئی بھی عمل خلافِ سنت نہیں ہے۔

س:...... حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادی سے تعلق کیسے ہوا؟

ج:...... حضرت قاضی صاحبؒ سے محبت تو ان کے پہلے اجلاس ٹوبہ میں ہوئی اور یہ بڑھتی ہی گئی، وہ اس فقیر کو بہت ہی محبت اور شفقت سے بلاتے تا آنکہ یہ تعلق جماعتی امور سے آگے بڑھ کر ذاتی اور گھریلو ہوگیا۔ یہ فقیر ہر مہینہ ایک دن لازمی حاضر خدمت ہوتا تھا۔ حضرت قاضی صاحبؒ اور ان کے اہلِ خانہ کی شفقت آج تک اس فقیر اور اس کے بچوں پر ہے۔

س:...... تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں کیا آپ شریک رہے؟ کوئی خاص یادداشت؟

ج:...... ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں خوب کام کیا، مار کھائی، چند روز سنت یوسفی ادا کرتے ہوئے نظر بند رہے۔ اللہ رب العزت نے جتنی ہمت وقوت عطا فرمائی، ان تحاریک ختم نبوت میں خوب کام کیا۔ اللہ قبول فرمائے۔ اسی طرح تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں بھی کام کرنے کا موقع ملا بلکہ اپنے بچوں قاضی امتیاز احمد اور قاضی انوار احمد کو بھی تحریک میں شرکت کے لئے خود روانہ کیا۔

س:...... جن اکابرین کی آپ نے زیارت کی اور خدمت کا موقع میسر آیا، ان کے اسمائے گرامی؟

ج:...... شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شمس الحق افغانیؒ، امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے لے کر آج تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہزاروں بزرگوں سے تعلق رہا۔ مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کی خدمت کا مقدور بھر موقع ملا۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمدؒ اکثر اس فقیر کے غریب خانہ پر تشریف لاتے تھے۔ حضرتؒ کے صاحبزادگان بھی اس فقیر اور بچوں سے خصوصی پیار کرتے ہیں۔

س:...... خانقاہ سرہند شریف سے آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق تھا، اس خانقاہ کا کوئی غیر معمولی واقعہ؟

ج:...... درگاہ عالیہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ سے میرے آباؤ اجداد کا ہر لحاظ سے تعلق رہا۔ حضرت خلیفہ محمد صادق صاحبؒ کے زمانہ میں میرے نانا جان قاضی محمد اکبر صاحب، میرے پھوپھا جان قاضی صوفی محمد صدیق صاحب، میرے ماموں قاضی سراج الدین کا انتظام و انصرام میں دخل رہا۔ تقسیم ملک کے وقت درگاہ حضرت امام ربانیؒ مہاجرین کے کیمپ کی شکل تھی، وہاں سے قافلہ پاکستان روانہ ہوا، یہ زمانہ برادر خلیفہ مقبول احمد صاحب کا تھا۔ اس کے بعد میرے مدرسہ کے ساتھی حافظ سلطان احمد خلیفہ بنے۔

س:...... مبلغین اور خدام ختم نبوت کے لئے کوئی نصیحت؟

ج:...... محترم المقام مبلغین ختم نبوت! آپ بہت ہی خوش قسمت ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ سے ختم نبوت کا کام لیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مقدسہ میں ایک نام مبلغ ہے۔ آپ اس نسبت پر غور فرمائیں، آپ کو اللہ رب العزت توفیق دے، آپ بیان، تقریر، درس جو بھی کریں جتنی بھی جدوجہد کریں خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کریں، خشخاش کے دانہ کے برابر بھی دنیاوی غرض نہ ہو، مطالعہ کثرت سے کریں، تلاوتِ قرآن مجید لازمی روزانہ ہو، اس میں ناغہ نہ ہو۔ ☆☆

حضور اکرم ﷺ کا عدل

حضرت مولانا سبحان محمود رحمۃ اللہ علیہ

الحمدللہ و کفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی.....اما بعد....

عدل وانصاف ایک ایسا وصف ہے جس پر نظام عالم اور اس کی درستی موقوف ہے، خود اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے یہ وصف قرآن کریم میں ذکر کیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کارخانۂ عالم اور اس کا ٹھیک ٹھیک نظام اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف کے بل بوتے پر چل رہا ہے، لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی یہ وصف اپنے پورے کمال کے ساتھ موجود تھا۔

عدل وانصاف حکومت وسلطنت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے لیکن اس کا تعلق انسان کی اجتماعی اور انفرادی زندگی اور زندگی کے ہر شعبہ سے بھی نہایت قوی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام چیزوں میں عدل وانصاف کے اس بلند ترین مرتبہ پر تھے کہ اس سے بلند کا تصور نہیں ہوسکتا، چنانچہ آپ کی انفرادی زندگی اور اس کا ہر گوشہ عدل کا کامل نمونہ تھا، آپ بیک وقت نبی و رسول بھی تھے، حاکم و بادشاہ بھی اور قاضی و منتظم بھی، شوہر بھی تھے اور باپ بھی، دوست بھی تھے اور مصلح بھی، کامل انصاف کے ساتھ ان تمام گوشوں پر عمل کرنا حق یہ ہے کہ آپ کا ہی منصب تھا، عدل کا حاصل یہ ہے کہ اس طرح عمل کیا جائے جس سے کسی کی ادنیٰ سی حق تلفی نہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی عدل پر انفرادی اور اجتماعی زندگی میں عمل فرماتے تھے، چنانچہ آپ اپنے جسم اطہر کا بھی حق ادا فرماتے اور روح مقدس کا بھی، آرام کے وقت آرام اور کام کے وقت کام کرتے تھے، آپ کھاتے پیتے بھی تھے اور روزے بھی رکھتے تھے، سوتے بھی جاگتے بھی، بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ چند حضرات صحابہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت وغیرہ کا حال دیکھا تو کہنے لگے کہ آپ تو ہر گناہ اور عیب سے پاک ہونے کے باوجود ایسی عبادت کرتے ہیں، ہم گناہگاروں کو تو اور زیادہ عبادت کرنی چاہئے، چنانچہ ان میں سے ایک صاحب نے یہ عہد کیا کہ وہ آئندہ بہت روزے رکھا کریں گے، دوسرے نے عہد کیا کہ وہ رات بھر نماز میں کھڑے رہ کر گزار دیا کریں گے اور تیسرے نے عہد کیا کہ وہ عمر بھر نکاح نہ کریں گے تاکہ فراغت کے ساتھ عبادت میں ہر وقت مشغول رہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ نے ایک عام خطاب کے ذریعہ ان کی اصلاح فرمائی پھر فرمایا کہ: مجھے تو دیکھو، میں روزہ رکھتا بھی ہوں چھوڑتا بھی ہوں، سوتا بھی ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں، مطلب یہ ہے کہ زندگی میں اعتدال وتوازن برقرار رکھا جائے، یہی اس کے ساتھ عدل وانصاف ہے۔

عدل وانصاف کا نازک پہلو وہ ہوتا ہے کہ خود اپنی ذات کے معاملے میں راستی اور حق پرستی کے ساتھ اس پر قائم رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بھی سب سے ممتاز ہیں، آپ سب سے پہلے اپنی ذات کے ساتھ عدل کا معاملہ فرماتے۔ حدیث میں ہے کہ ایک یہودی نے آپ سے اپنے قرض کا مطالبہ کیا اور گستاخانہ رویہ اختیار کیا، حضرت عمرؓ نے اس کو سزا دینے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت نہ دی، اسی طرح ایک بدو نے سختی کے ساتھ آپ سے قرض کا مطالبہ کیا، حضرات صحابہ کرامؓ نے اس سے کہا کہ تو جانتا ہے تو کس سے اس طرح بات کر رہا ہے؟ اس نے کہا کہ میں تو اپنا حق مانگ رہا ہوں۔ آپؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ اس کو کچھ نہ کہو، حق دار کو بولنے کا حق ہے۔ ایک گوشہ نشین کے لئے عدل وانصاف سے کام لینا آسان ہوتا ہے لیکن جس کا تعلق اہل وعیال، خاندان دوست احباب اور مختلف مزاج کے بے شمار لوگوں سے ہو تو اس حالت میں عدل وانصاف پر پورا اترنا نہایت دشوار ہوجاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس میدان میں بھی سب سے آگے تھے، آپ اپنی بے انتہا تبلیغی اور

اصلاحی مشغولیتوں کے باوجود اہل وعیال وغیرہ کے معاملہ میں پورا پورا عدل فرماتے۔ کیا مجال کہ یہ جھکاؤ کسی ایک طرف آپ سے ظاہر ہوا ہو۔ ایک مرتبہ آپ حضرت عائشہؓ کے پاس تھے آپ کی کسی دوسری زوجہ محترمہ نے ایک پیالہ میں کھانے کی کوئی چیز آپ کو بھیجی، حضرت عائشہؓ نے غیرت کے مارے اس پیالہ پر ہاتھ مارا جس سے وہ گر کر ٹوٹ گیا تو آپ نے حضرت عائشہؓ کے گھر سے ایک پیالہ ان کے یہاں بھجوایا۔

اسی طرح عدل و انصاف کے معاملے میں نہ رشتہ داری آڑے آتی تھی نہ دوستی۔ ایک دفعہ قریش کی کسی عورت نے چوری کر لی اور وہ چوری ثابت بھی ہوگئی، قریش کی عزت کی وجہ سے بعض لوگ چاہتے تھے کہ چور سزا سے بچ جائے اور کسی طرح یہ معاملہ دب جائے۔ حضرت اسامہؓ بن زید جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص محبوب تھے، ان سے لوگوں نے کہا کہ آپ اس معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کر دیجئے کہ اس کو معاف فرما دیں، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معاف کرنے کی سفارش کی، آپؐ اس پر غضبناک ہوگئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے قانون حد میں سفارش کرتے ہو۔ بنی اسرائیل اسی کی بدولت تباہ ہوئے کہ وہ غریبوں پر قانون نافذ کرتے اور بڑے لوگوں سے درگزر کرتے تھے، پھر فرمایا کہ قانون خداوندی کی زد میں (خدانہ کرے) اگر میری جگر گوشہ فاطمہ بھی آ جائے گی تو میں اس پر وہ قانون جاری کر دوں گا.... آپ کو ہر وقت عرب کے مختلف قبائل اور دوسرے لوگوں سے واسطہ رہتا تھا، ان میں دوست بھی تھے دشمن بھی، جان نثار بھی تھے اور خون کے پیاسے بھی لیکن جب عدل و انصاف کا معاملہ آتا تو بلاامتیاز آپ حق کے مطابق فیصلہ فرماتے۔ ابوداؤد میں ہے کہ صخرہ ایک قبیلہ کے سردار اور بڑے بااثر شخص تھے، انہوں نے اہل طائف کو مجبور کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطیع و فرمانبردار بنایا تھا جو ایک عظیم احسان تھا، لیکن جب صخرہ کے خلاف بعض حضرات نے ایک مقدمہ آپ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے ان کے خلاف فیصلہ دیا اور ان کے احسان کی پرواہ نہ کی..... یہودیوں کی دشمنی آپ سے اور اہل اسلام سے کوئی پوشیدہ چیز نہ تھی، لیکن جب عدل وانصاف کا مسئلہ آجاتا اور یہودی حق پر ہوتا تو آپؐ اسی کے حق میں فیصلہ فرماتے۔ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ ایک صحابی جن کا نام ابوحدرد تھا، ایک یہودی کے مقروض ہوگئے۔ اس نے اپنے قرض کا مطالبہ کر دیا، ان کے پاس بدن کے کپڑوں کے علاوہ کچھ نہ تھا، جس سے اس کا قرض ادا کرتے، انہوں نے اس یہودی سے مہلت طلب کی لیکن وہ نہ مانا اور ان کو پکڑ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا، آپ نے پوری کارروائی سن کر اپنے جان نثار صحابی سے فرمایا کہ اس کا قرض ادا کر دو، انہوں نے عذر کیا کہ میرے پاس ان کپڑوں کے سوا کچھ بھی نہیں، آپ نے پھر یہی حکم دیا (جس کا مطلب یہ تھا کہ بقدر ضرورت بدن کے کپڑے رکھ کر باقی سے قرض ادا کر دو) چنانچہ انہوں نے اپنا تہبند اتار کر عمامہ اس کی جگہ باندھ لیا اور اس تہبند سے قرض ادا کر دیا۔ اسی طرح خیبر میں جہاں تمام آبادی یہودیوں کی تھی ایک صحابی مقتول پائے گئے، قاتل کا علم نہ ہوسکا۔ ظاہر ہے کہ قاتل کوئی یہودی ہوگا۔ مقتول کے وارثوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں استغاثہ کیا اور اپنا شبہ یہودیوں پر ظاہر کیا، مگر کوئی ثبوت مہیا نہ کر سکے، آپ نے یہودیوں سے کچھ نہ کہا اور بیت المال سے دیت ادا کر دی۔

اسی عدل وانصاف کا یہ اثر تھا کہ مسلمان تو ایک طرف یہودی بھی جو آپ کے جانی دشمن تھے اپنے مقدمات آپ ہی کی بارگاہِ عدالت میں لاتے، آپؐ انصاف کے ساتھ فیصلہ فرماتے اور وہ خوش خوش واپس جاتے، یہودیوں نے اپنے یہاں بڑے اور چھوٹے کا امتیاز قائم کر رکھا تھا، کمزور قبیلہ والے سے قصاص لے لیتے اور طاقتور قبیلہ والے کو چھوڑ دیتے، ایسا ہی ایک مقدمہ حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے طاقتور قبیلہ سے قصاص دلوایا، اسی لئے اہل اسلام کے نزدیک یہ طے شدہ بات ہے کہ اس روئے زمین پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اور کوئی عدل وانصاف کرنے والا نہیں۔

آپ نے اسی عدل وانصاف پر حکومت و سلطنت کی بنیاد رکھی جو اس قدر مضبوط اور مستحکم تھی کہ ایک ہزار سال تک نہ کوئی زلزلہ اس کو ہلا سکا نہ کسی طوفان سے اس میں رخنہ پیدا ہوا، اگر عدل وانصاف کا معیار قائم رہتا تو رہتی دنیا تک ایسی حکومت کو کوئی مٹا نہیں سکتا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکی پر اور عدل و انصاف پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

☆☆..................☆☆

توہین رسالت کے کیس میں

حکومت اور عدالت کے فرائض!

توہین رسالت کیس میں سپریم کورٹ کا فیصلہ آنے پر ملک بھر میں جوسخت بے چینی پھیلی اور احتجاج ہوا، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے جامع مسجد دارالعلوم کراچی میں بروز جمعہ ۲۳ر صفر اور بروز جمعہ ۳۰ر صفر ۱۴۴۰ھ کو اپنے خطاب میں دینی رہنمائی کی غرض سے عدالت وحکومت اور عامۃ الناس کو جامع اور مفید نصیحتیں فرمائیں، ان دونوں خطبات کا خلاصہ ذیلی عنوانات کے ساتھ قارئین کے لئے پیش کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

خطاب: حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی دامت برکاتہم

ضبط وترتیب: مولانا مزمل شبیر

حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا:

أما بعد، فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم... بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

مَاكَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ. وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

وقد قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یومن أحدکم حتی أکون أحب إلیہ من والدہ وولدہ والناس أجمعین

بزرگان محترم اور برادران عزیز!

بندے کی جمعہ میں حاضری عرصہ دراز کے بعد ہوئی ہے، کچھ بیماری کی وجہ سے کچھ ملکی اسفار کی وجہ سے، اور کچھ غیر ملکی سفروں کی وجہ سے ناغے بہت ہوئے لیکن بہرحال جب بھی موقع مل جائے یہ اللہ کا کرم ہے، مگر اس دنیا میں کام کسی ذات پر مبنی نہیں ہوتے، کام چلتے رہتے ہیں، ہمارے پیچھے بھی بیان کا سلسلہ الحمدللہ جاری رہا۔

افادیت تقریر کے لئے دعا کا اہتمام:

ہر جمعہ کو یا جمعہ کے علاوہ بھی جب کبھی بیان کا موقع ہوتا ہے، تو اپنے آپ سے سب سے پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ بات کیا کہنی ہے؟ صرف تقریر برائے تقریر تو کرنی نہیں بلکہ جو وقت کا تقاضا ہو، ضرورت کی بات ہو، سننے والوں کے کام کی بات ہو وہ بات کی جائے، تو یہ دعا کرتا ہوں یا اللہ وہ بات کہلوا دیجئے جس میں سب کا فائدہ ہو جائے، میرا بھی ذخیرہ آخرت بن جائے، سننے والوں کے لئے بھی نافع بن جائے۔

حبّ رسول ﷺ ایمان کا حصہ ہے:

آج پاکستان میں بہت بڑا مسئلہ توہین رسالت کا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ایسی ہے کہ آپ کی عظمت اور آپ کی محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر تو ایمان ہی پورا نہیں ہوتا، جنت میں داخلہ ممکن نہیں، یوم حساب میں شفاعت انہی کی چلے گی، اللہ تعالیٰ ہمیں محروم نہ فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جو میں نے ابھی پڑھا یہ بخاری شریف کی روایت ہے کہ تم میں سے کوئی آدمی مومن نہیں ہوگا، اس کا ایمان کامل نہیں ہوگا یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ افضل ہو جاؤں، حتیٰ کہ اپنی اولاد سے، اور اپنے ماں باپ سے، اور تمام انسانوں سے زیادہ عزیز ہو جاؤں۔

یہی وجہ ہے کہ الحمدللہ ہر مسلمان خواہ کتنا بھی گیا گزرا ہو، فاسق ہو، فاجر ہو، حرام خور ہو، رشوت خور ہو، شراب پیتا ہو، طرح طرح کے گناہ کرتا ہو، لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر حرف آنے کو کبھی برداشت نہیں کر سکتا، جان مال سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہے، ہر مسلمان کا یہ حال ہے، الحمدللہ ہمارا بھی یہی حال ہے، ہر مسلمان یہ تمنا رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے موت دے دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں، ان کے دفاع میں ان کی ناموس کی خاطر۔ اور اپنے لئے اعزاز سمجھتا ہے کہ اس کے ماں باپ، بہن بھائی، بیوی بچے، دوست احباب سب ناموس رسالت پر قربان ہو جائیں۔

پاکستان کی بنیاد، اسلامی نظام کا قیام ہے:

ہمارا ملک پاکستان لا إلٰہ إلا اللّٰہ کے کلمے پر، مدینہ طیبہ کی طرز پر، نظام حکومت قائم کرنے کے لئے بنا تھا، اسی وجہ سے دشمنوں کو یہ

ملک کھٹکتا ہے، دنیا کا کوئی ملک سوائے حرمین شریفین کے (کیونکہ ان کا معاملہ تو الگ ہے) ایسا نہیں ہے جس کا وجود کلمہ لا إله إلا الله کی بنیاد پر اور اسلامی قومیت کی بنیاد پر ہوا ہو، یہ ملک پوری دنیا کے مسلمانوں کی اسلامی قوت واخوت کا گہوارہ اور مرکز ہے، قرآن نے یہ کہا تھا "إنما المؤمنون إخوة" دنیا بھر کے مسلمان بھائی بھائی ہیں چاہے افریقا کے ہوں، امریکا کے ہوں، چاہے انگلینڈ کے ہوں، ایشیا کے ہوں، جاپان کے ہوں، بینکاک کے ہوں، کہیں کے بھی ہوں، بھائی بھائی ہیں، کالے ہوں یا گورے ہوں، کسی بھی نسل سے ان کا تعلق ہو، کسی بھی زبان کے بولنے والے ہوں سب بھائی بھائی ہیں، یہ مسجدوں میں ہمارے اجتماع، اس بات کی گواہی دیتے ہیں، کتنی زبانیں بولنے والے جمعہ کی نماز میں بھی ہوتے ہیں، روزمرہ کی نمازوں میں بھی ہوتے ہیں، الحمدللہ! حج میں بھی ہوتے ہیں۔ پاکستان اسی عقیدے کی بنیاد پر قائم ہوا تھا، دشمنانِ اسلام کو یہ بات کھٹکتی ہے اس لئے وہ ہمارے وطن عزیز کے دشمن ہیں اور اس ملک کو دشمنوں کی طرف سے طرح طرح کے حربوں سے مجروح اور کمزور کیے جانے کا سلسلہ مسلسل چل رہا ہے، لیکن ہمارا ایمان ہے کہ اس پاکستان کو کوئی ختم نہیں کرسکے گا، جس طرح لا إله إلا الله کا کلمہ کبھی ختم نہیں ہوگا اس دنیا سے إن شاء الله ہمارا وطن عزیز پاکستان بھی اس دنیا سے ختم نہیں ہوگا، اس کا جھنڈا اسلام کا جھنڈا ہے، لا إله إلا الله کا جھنڈا ہے۔

توہین رسالت کا مسئلہ:

مگر یہاں نئے سے نئے فتنے پیدا ہو رہے ہیں، طرح طرح کی سازشیں ہو رہی ہیں، اور توہین رسالت جیسا جرم اس ملک میں ہو رہا ہے، اس توہین پر سیشن عدالت نے سزائے موت سنائی، ہائی کورٹ نے سزائے موت سنائی مگر اب سپریم کورٹ نے بری کردیا، ہم تفصیلات میں نہیں جانا چاہتے کیونکہ یہ بات بھی ایک اہم بات ہے جو سپریم کورٹ کی طرف سے کہی جارہی ہے، کہ جرم کے ثبوت میں شبہ پیدا ہوگیا، واقعی پیدا ہوگیا یا نہیں ہوگیا، وہ اللہ جانے، ابھی ہم کچھ نہیں کہہ رہے، کبھی عدالت میں اگر حاضری ہوگی تو بتائیں گے، پوچھیں گے کیا شبہ ہے؟ لیکن قاعدہ شریعت کا یہی ہے کہ اگر کسی مجرم کے جرم کے ثبوت میں شبہ پیدا ہوجائے، تو اس پر اس کی وہ سزا جاری نہیں کی جاتی جو اس کے لئے مقرر ہے، شبہے کا فائدہ ہمیشہ ملزم کو دیا جاتا ہے، ہم سے عام لوگوں کی طرف سے بھی اور مختلف بڑے بڑے حلقوں کی طرف سے بھی پوچھا جارہا تھا تو ہم نے دارالعلوم کراچی کی طرف سے ذمہ داری پوری کرتے ہوئے کل فوری طور پر ایک بیان جاری کیا ہے، اس بیان میں ہم نے تو یہ بات کہی ہے کہ سپریم کورٹ کے اس فیصلے نے جو طوفان برپا کیا ہے، اور پورے عالم اسلام کے دلوں کو تڑپا دیا ہے، اس پر نظر ثانی ہونی چاہئے۔

گو کہ سپریم کورٹ نے جو فیصلہ کیا ہے اس پر اس نے کچھ دلائل دیئے ہیں، بے دلیل بات نہیں کی، فیصلے میں شرعی قانون کے حوالوں سے بات کی ہے اور بہت سارے اہم نکات انہوں نے اُٹھائے ہیں جو قابل غور ہیں علماء کے لئے بھی، فقہاء کے لئے بھی، محدثین کے لئے بھی، ماہرین قانون کے لئے بھی، اس نظر ثانی میں ان پر غور کیا جائے۔

حدود کی تنفیذ کے لئے شرائط ہیں:

کیوں کہ کوئی بھی آدمی کسی شخص کے بارے میں کہہ دے کہ اس نے چوری کی ہے تو فوراً اس کے ہاتھ نہیں کاٹ دیئے جاتے بلکہ جو حدود جاری ہوتی ہیں ان کی بڑی پابندیاں ہوتی ہیں کیونکہ یہ بھی ہدایت ہے کہ جتنا ہوسکے ملزم کو حد سے بچاؤ یعنی ذرا سا شبہ بھی اگر پیدا ہوجائے تو حد نہ لگائی جائے، آپ ایک مثال سے سمجھیں، فقہاء نے لکھا ہے کہ چوری جس کی سزا میں ہاتھ کٹتے ہیں، وہ ہر چوری نہیں ہے کہ کسی دوسرے کی جیب میں سے کسی نے کچھ نکال لیا، سزا کے طور پر تو فوراً اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے ایسا نہیں ہے، بلکہ اس سزا کے کچھ شرائط ہیں، خفیہ طور پر محفوظ جگہ سے کسی کا مال کوئی نکالے، جو مالک نے گھر کے اندر یا دوکان وغیرہ کے اندر محفوظ جگہ میں رکھا ہوا ہے، وہاں سے کوئی چوری کرلے، اس کے تو ہاتھ کٹیں گے بشرطیکہ گواہوں سے ثابت ہوجائے، کم از کم دو گواہ یہ گواہی دیں، کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے اس شخص کو مال باہر نکالتے ہوئے دیکھا ہے، اس میں کسی قسم کا ابہام نہ ہو پورے یقین سے گواہیاں دیں، گواہوں کے بیان میں تضاد نہ ہو، اختلاف نہ ہو، متفقہ بیان ہو، تو ہاتھ کاٹ دیئے جائیں گے، لیکن اگر دو آدمی چور ہیں، ایک باہر کھڑا ہے، ایک اندر ہے، اس نے چوری کا مال نکال کر دروازے پر رکھا، دوسرے نے دروازے سے اُٹھالیا، فقہاء کہتے ہیں کہ اس نے وہ چوری نہیں کی جس سے ہاتھ کٹتے ہیں کیونکہ وہ چوری جس کی سزا میں ہاتھ کٹتے ہیں وہ وہ ہے جس میں چور محفوظ جگہ سے مال باہر نکالے۔ یہاں ایک آدمی نے مال باہر نہیں نکالا بلکہ دروازے پر رکھا ہے، اور دوسرے نے اُٹھایا ہے اس نے اندر سے نہیں نکالا، بلکہ باہر سے اُٹھایا ہے تو نہ اس کے ہاتھ کٹیں

گے نہ اُسکے، مجرم کو شبہ کا فائدہ دے دیا جائے گا، یہ علیحدہ بات ہے کہ جتنا جرم ثابت ہوا ہے اس کے مطابق کچھ اور سزا اسے ملے گی، پاکستان میں جنرل ضیاء الحق صاحب مرحوم کے زمانے میں جب حدود آرڈیننس نافذ ہو رہا تھا، اس وقت یہ مسائل ہمارے سامنے تھے، جس پر مشورے ہو رہے تھے، اس میں یہ بات بھی پیش نظر تھی کہ اگر ہم نے حدود کے نفاذ میں احتیاط نہ برتی کہ ذرا سا شبہ ہوا اس پر ہاتھ کاٹ دیا، تو اس بے احتیاطی سے دنیا میں اسلامی قوانین بدنام ہو جائیں گے۔

اسلامی قانون محکم ہے:

اسلام کا قانون تو محکم قانون ہے اس میں کوئی شبہ نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قانون دیا ہے وہ بڑا مستحکم ہے، اس کی ایک حد ہے، اس کا ایک احترام ہے، اس میں کوئی غلطی نہیں، بنانے والا اللہ رب العالمین ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن اس قانون کے مطابق فیصلہ کرنے میں غلطی ہو سکتی ہے، گواہی دینے والوں سے غلطی ہو سکتی ہے، جرم کے ثبوت میں شک پیدا ہو سکتا ہے ذرا سا شبہ ہو جائے تو سزا ساقط ہو جائے گی، یہ اسلامی قانون کا مشہور قاعدہ ہے کہ شبے کا فائدہ ملزم کو پہنچتا ہے، شبے کی وجہ سے اس کی سزا کم ہو جائے گی یا ختم ہو جائے گی۔

ہماری سپریم کورٹ کے فیصلوں میں یہی نکتہ اُٹھایا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم ان کو کافر نہیں سمجھتے، وہ بھی مسلمان ہیں ان کے بارے یہ گمان کرنا آسان نہیں ہے کہ ان کے دلوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جاگزیں نہیں ہوگی۔ انہوں نے تو کہا بھی ہے کہ ہماری تو جانیں قربان ہو جائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر، لیکن ہم فیصلہ قانون کے مطابق کریں گے، یہ اور بات ہے کہ جج کی رائے میں غلطی ہو جائے، غور و فکر میں غلطی ہو جائے تو اس قسم کی غلطیاں ہو جایا کرتی ہیں، انہوں نے ملزمہ کو شبے کا فائدہ دیا اور ایک جگہ نہیں کئی جگہ ثبوت میں شبہات نکالے کہ یہاں ثبوت میں یہ نقص ہے، یہاں یہ شبہ پیدا ہوا ہے، ہم کہتے ہیں وہ باتیں یقیناً قابل غور ہیں جہاں شبہ پیدا ہے، اس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

فیصلہ پر نظر ثانی عدل و اعتدال کا تقاضا ہے:

شریعت کا کوئی بھی قانون ہو اسلام ہمیں اس کی اجازت نہیں دیتا کہ اُس پر عمل کرنے یا کروانے کے لئے ہم جذبات میں بہہ جائیں اور ہم پوری تحقیق کیے بغیر کسی کو جان سے مار دیں، سپریم کورٹ نے جو فیصلہ کیا ہے، یوں ہی آنکھیں بند کر کے نہیں کر دیا، بلکہ اس نے جو باتیں لکھی ہیں وہ قابل غور ہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ ساری صحیح ہیں ان سے غلطیاں بھی ہوئی ہوں گی، لیکن ہم ان کو قابل غور سمجھتے ہیں، بغیر غور کیے انتہا پسندانہ فیصلہ بھی شریعت کے خلاف ہے، ہم نے پچھلے جمعہ کے اجتماع میں جو بات کہی تھی وہ اس مسئلہ کا حل تھا۔

حکومت کی ذمہ داری-سپریم کورٹ کے فیصلے پر نظر ثانی کرائی جائے:

اور وہ یہ کہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرے کہ سپریم کورٹ کے اس فیصلے پر نظر ثانی کی جائے، نظر ثانی کا قانون یہ ہے کہ اس فیصلے کا جائزہ لیا جائے کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ کس حد تک صحیح ہے کس حد تک غلط ہے، کہاں ان سے غلطی ہوئی ہے، کہاں انہوں نے صحیح کہا ہے؟ سپریم کورٹ ہی سے کہا جائے کہ وہ اس پر نظر ثانی کرے؟ ہم نے یہ عرض کیا تھا کہ لارجر بنچ قائم کی جائے، بلکہ ہم نے تو کہا تھا کہ یہ معاملہ اہم ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کا مسئلہ ہے، عظمت کا مسئلہ ہے، اس لئے بہتر یہ ہوگا کہ شرعی عدالت کے جج صاحبان کو بھی مشورے میں شامل کر لیا جائے، بلکہ میں نے تو عرض کیا تھا کہ اسلامی نظریاتی کونسل. جو ایک اہم آئینی ادارہ ہے، اُس سے بھی مشورہ لیا جائے، معاملہ اہم ہے، معمولی نہیں ہے، پورے اہتمام کے ساتھ اس پر نظر ثانی کی جائے، اگر سپریم کورٹ نظر ثانی کے بعد بھی اس سزا کو برقرار رکھتی ہے تو لازم ہے کہ مجرمہ پر سزا جاری کرتے ہوئے اسے قتل کریں، اس کے اندر سستی کرنا ہمارے لئے حرام ہوگا، لیکن اگر سبھی مل کر اس پر یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ جرم کے ثبوت میں شبہات ہیں اور جرم پوری طرح ثابت نہیں ہوا تو اس کو رہا کرنا ہوگا، یہ بھی شریعت کا قانون ہے پھر شریعت کے قانون کو سر آنکھوں پر رکھنا اُسے تسلیم کرنا ہوگا، ہم کون ہوتے ہیں اپنی طرف سے فیصلہ کرنے والے، فیصلہ کرنے والا تو اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔

اخبارات میں آ رہا ہے کہ نظر ثانی کی اپیل ہوگی لیکن آج تک (حکومت کی طرف سے) اپیل نہیں ہوئی (اب سنا ہے کہ مدعی کی طرف سے اپیل ہو گئی ہے) اخبار میں حکومت کے کسی ذمہ دار کی جانب سے بیان آیا ہے کہ اپیل کرنا حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے جس نے مقدمہ دائر کیا تھا وہ اپیل دائر کرے، اپیل کی ذمہ داری حکومت پر کیسے نہیں ہے؟ پورے ملک میں تباہی پھیل رہی ہے طوفان پھیلا ہوا ہے تمہاری ذمہ داری ہے کہ امن و امان قائم کرنے کے لئے ایسے فیصلے پر

نظر ثانی کی اپیل کی جائے، قانون میں اس کی گنجائش ہے اس قسم کے جرائم میں تو حکومت مدعی ہوتی ہے، استغاثہ حکومت ہوتی ہے، بہر حال استغاثہ یہ کہے کہ اس پر نظر ثانی کی جائے، اس کے بعد جو فیصلہ ہو اس کو تسلیم کر لیں، لیکن سرکاری طبقے کے بعض لوگوں کی بے حسی کا یہ حال ہے کہ آج ایک ہفتہ گزر گیا اس سلسلے میں کوئی پیش رفت نظر نہیں آرہی، انہیں یہ فکر ہی نہیں ہے، کہ لوگوں پر کیا گزر رہی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آسیہ مسیح کا نام ECL میں ڈالا جائے:

ادھر یہ خبریں بھی آرہی ہیں کہ آسیہ مسیح کو رہا کر دیا جائے گا اور آسیہ مسیح کے بارے میں یورپ سے دعوتیں بھی آرہی ہیں کہ ان کے خاندان کو حفاظت سے یہاں بھیجا جائے، حالانکہ ہم نے اس بات کا بھی مطالبہ کیا تھا کہ اس کا نام ECL میں ڈالا جائے، اُس کے باہر جانے پر پابندی لگے جب تک سپریم کورٹ کا فیصلہ نہیں ہوتا، اس کو ملک سے باہر نہ جانے دیا جائے۔

اگر قتل کا فیصلہ ہوا، تو قتل کیا جائے گا، اور اگر براءت کا فیصلہ ہوا تو بری کر دیا جائے گا پھر بیرون ملک بھی لے جاسکیں گے، حکومت نے یہ کام بھی ابھی تک نہیں کیا، ECL میں ابھی تک اس کا نام نہیں ڈالا گیا، اگر سپریم کورٹ کی نظر ثانی کے بغیر آسیہ مسیح کو ملک سے باہر بھیج دیا گیا تو کچھ نہیں پتہ کہ پاکستان میں کتنا بڑا طوفان اُٹھے گا۔

حدود سے تجاوز نہ کیا جائے:

آج تو ہم دینی حلقے بھی یہ کہہ رہے ہیں، حکومت اپنی ذمہ داری پوری کرے ورنہ پھر یہ کہنا پڑے گا کہ حکومت مجرم ہے، ہماری دعاء ہے، اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے، توفیق دے۔ ہم کسی پارٹی کے دشمن نہیں ہیں، نہ کسی پارٹی کا حصہ ہیں، میں اپنی بات کہہ رہا ہوں، اور اپنے جیسے بے شمار علماء کی طرف سے کہہ رہا ہوں جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اہل مدارس ہیں، منبر رسول پر بیان کرنے والے لوگ ہیں، ان کی طرف سے کہہ رہا ہوں یہ منبر رسول امانت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، ہم یہاں سے وہی بات کرنے کے پابند ہیں جو تاجدار دو عالم سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود میں ہو، قرآن میں جگہ جگہ کہا گیا ہے: تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ، تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ، قرآنی قانون ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حدود مقرر ہیں، ان سے تجاوز نہ کیا جائے۔

اب جیسا ہمارے ہاں ہوا پاکستان میں مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی شہادت ہوگئی، توہین رسالت کرنے والوں کو تو کوئی نقصان نہ پہنچا، اتنی بڑی شخصیت اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئی، ہمارے پاکستان کا، علمی طبقوں کا، علمی سطح کا کتنا بڑا نقصان ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر یہ کہ اتنے جلاؤ گھیراؤ کے قصے بھی ہوئے اور اس کی وجہ سے نجی املاک کو نقصان پہنچا، سرکاری املاک کو نقصان پہنچا، سرکاری املاک کس کی ہیں وہ ہماری اور آپ کی ہی ہیں ہمارے ٹیکس لے کر وہ املاک بنائی گئی ہیں، کتنے ارب روپے کا نقصان ہو گیا اس کا ذمہ دار کون ہو گا؟ اور زبردستی کی ہڑتالوں کی وجہ سے کتنے کاروبار تباہ ہو گئے، لوگ گھروں میں بیٹھے رہے، مزدور کمانے سے بیٹھے رہے، بیمار ہسپتالوں میں علاج سے محروم رہ گئے، اس کی اجازت کیسے دی جائے؟ یہ کوئی شریعت کا قانون نہیں اللہ کے قانون کی تو حفاظت کرنی پڑے گی، جذبات میں بہہ کر اللہ کے قانون کو چھوڑ دیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون کو توڑ دیں اس کی اجازت نہیں ہے۔

قرآن کریم میں قتل مومن کو اتنا بڑا جرم قرار دیا گیا ہے، ارشاد ہے کہ:

"وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا۔"

ترجمہ: "اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اللہ اس پر غضب نازل کرے گا، اور لعنت بھیجے گا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔" (سورۃ نساء)

لیکن یہاں انہی احتجاجی مظاہروں میں لوگوں کی جانیں بھی گئی ہیں، جس نے یہ کام کیا کتنا بڑا جرم کیا، حدود سے تجاوز کیا، اس احتجاج کا ایسا طریقہ اختیار کرنا کہ لوگوں کی جانوں کو نقصان پہنچے، قوم کو نقصان پہنچے، وطن کو نقصان پہنچے، یہ تو خودکشی کے برابر ہے، دشمنوں کو خوش کرنے والی بات ہے، دشمنوں نے ہی یہ کام کروائے ہیں اور کرواتے رہتے ہیں اور وہ اسی سے خوش ہو جائیں گے کہ چلو آپس میں ایک دوسرے کو مارتے رہو، جو مجرم ہے اس کو تو سزا نہ ملے، آپس میں ایک دوسرے کو مارتے رہو اور ملک کو برباد کرتے جاؤ، اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔

خود کو پرامن رکھیں:

ہم نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا ہے کہ اپنے آپ کو پرامن رکھیں، اور ہر قسم کے خلاف

قانون کام سے پرہیز کیا جائے، ایسا کام نہ کیا جائے جس سے کسی کی جان ومال وآبرو کو نقصان ہو، اللہ تعالیٰ اس پر عمل کی توفیق عطاء فرمائے، یاد رکھئے، یہ وہ زمانہ ہے جس کی خبر تاجدار دو عالم سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی کہ قرب قیامت میں فتنے آئیں گے، دنیا کی زندگی بہت پرانی زندگی ہے، اس کے مقابلے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد کے یہ چودہ سو پندرہ سو سال، اس دنیا کا آخری دور ہے، علامات قیامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے شروع ہوگئی تھی، یہ علامتیں یکے بعد دیگرے آتی چلی جارہی ہیں، پھیلتی جارہی ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کے بارے میں یہ بھی خبر دی تھی کہ فتنے ایسے آئیں گے جیسے سمندر کی موجیں آتی ہیں، ایک ادھر سے دوسری ادھر سے، ایک ختم نہیں ہوگی کہ اس سے بڑی آجائے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یفلل بعضها بعضا فرمایا تھا کہ وہ فتنے ایسے ہوں گے کہ ایک فتنہ دوسرے کو چھوٹا کردے گا یعنی ایک کے بعد جو دوسرا فتنہ آئے گا پہلا اس کی وجہ سے چھوٹا معلوم ہوگا۔ خوب سمجھ لیجئے! یہ فتنوں کا زمانہ ہے، اب دیکھئے کتنے فتنے پہلے سے ہمارے ملک میں تھے اب ایک اور فتنہ پیدا ہوگیا ایک ختم نہیں ہوتا دوسرا کھڑا ہوجاتا ہے ان فتنوں سے بچاؤ کے لئے، دو کام ضروری ہیں۔

فتنوں سے پناہ مانگیں:

ایک یہ کہ اللہ رب العزت سے پناہ مانگی جائے کہ جس کے مسنون الفاظ یہ ہیں:

اللّٰهم انا نعوذ بک من الفتن
ماظهر منها وما بطن

یا اردو میں مانگ لیں کہ یا اللہ تمام ظاہری اور باطنی فتنوں سے ہماری حفاظت فرما، ہمارے وطن عزیز کی، پورے مسلمانوں کی، اہل پاکستان کی، تمام چھوٹے بڑے فتنوں سے اور کھلے اور چھپے ہوئے فتنوں سے حفاظت فرما۔

فتنے تو آتے رہیں گے، رکیں گے نہیں

اس کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے خبر دے رکھی ہے، جن کے مقدر میں فتنہ ہے وہ اس میں پھنس جائیں گے لیکن آپ اپنے آپ کو بچائیں اور اپنے آپ کو بچانے کا راستہ وہی ہے کہ جب فتنوں کا زمانہ ہو تو اپنے آپ کو فتنوں سے الگ رکھیں اور ایسے موقعوں کے لئے یہ بھی فرمایا کہ بعض اوقات فتنے ایسے ہوں گے کہ آدمی دیکھنے کے لئے نکلے گا کہ کیا ہے اور وہی فتنے میں مبتلا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان فتنوں سے ہمیں محفوظ فرمادے۔

شریعت کی خلاف ورزی سے بچیں:

دوسرا یہ کہ اپنے آپ کو ایسے تمام کاموں سے روکا جائے جس کی شریعت نے اجازت نہیں دی، جذبات ہمارے بہت ہیں لیکن جذبات میں بہنا مسلمانوں کا کام نہیں ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جذبات میں بہنے کی اجازت نہیں دی، جذبات میں آکر ایسا کام نہ کیا جائے جو شریعت کے خلاف ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عقل دے فہم دے، ہمیں صحیح معنوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بنادے اور ان کی ہدایت پر پوری طرح عمل کی توفیق عطا فرمادے اور ہمارے حکام کو عقل وفہم دے کہ وہ ہوش کے ناخن لیں اور وہ کام کریں جس سے یہ فتنہ دب سکے، یہ فتنہ ختم ہو، اور اس کا علاج ہوجائے۔ اگر ایسا نہ کیا تو بہت خوف ہے، پاکستان میں پتہ نہیں پھر کیا ہونے والا ہے۔

دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے وطن عزیز پاکستان کی حفاظت فرمائے، ہماری جغرافیائی سرحدوں کی بھی حفاظت فرمائے، اور نظریاتی سرحدوں کی بھی حفاظت فرمائے، یہاں حق کا بول بالا ہو۔ اہل حق کو سربلندی عطا فرمائے، پاکستان کو مضبوط اسلامی فلاحی ریاست بنائے یا ارحم الراحمین اندرونی فتنوں سے بھی پاکستان اور اہل پاکستان کی حفاظت فرما، بیرونی فتنوں سے بھی حفاظت فرما۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

☆☆..........☆☆

ESTD 1950
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

قادیانی فتنہ

پس منظر اور پیش منظر

دوسری قسط

محمود راجا، سجاول

قادیانی سازشوں کے خلاف باقاعدہ تحریک کا آغاز:

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۹ء میں ملتان میں علماء اسلام کی موجودگی میں ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے، مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے جماعتی تشکیل دی گئی۔ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو سربراہ مقرر کیا گیا اور تمام دینی قوتوں اور مسلکوں کے لوگ اور علماء کرام اس میں شامل ہوئے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قوت گویائی اور انداز خطابت نے وقت کے ہر عالم و فاضل کو رد قادیانیت کا مناظر اور ختم نبوت کا وکیل بنایا، بڑی بڑی نامور ہستیاں مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ وغیرہ محافظ بنے، جنہوں نے قادیانیوں کی تردید اور تعاقب کو اپنی زندگی کا موضوع بنا دیا۔ ۱۹۵۳ء میں قادیانیوں کے خلاف تحریک چلی، جس میں حکومت وقت سے مطالبہ کیا گیا کہ مسلمانوں کے عقیدے اور ان کے جذبات کا احترام کیا جائے، ظفر اللہ خان قادیانی کو وزارت خارجہ سے برطرف کیا جائے، قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے، قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔ اس تحریک میں ہزاروں مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ اس وقت خواجہ ناظم الدین نے امریکا کے دباؤ کی وجہ سے مسلمانوں کے مطالبات کو رد کر دیا۔ لاہور شہر کے روڈ شہدائے ختم نبوت کے خون سے رنگین ہوگئے۔ ہزاروں مسلمان قید و بند کا شکار ہوئے، اس وقت بظاہر تو یہ تحریک کامیاب نہ ہوئی، لیکن اسی تحریک نے کامیابی کی ایک بنیاد مہیا کر دی۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی وفات کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کی ذمہ داریاں مختلف اکابرین کے کندھوں پر آتی رہیں، اس کے بعد جب محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر بنے تو آپ نے اپنے دیگر مشاغل کو ثانوی حیثیت اور تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کو اول مقاصد کا درجہ دے دیا، اسی سلسلے میں انہوں نے اپنے رفقاء کے ساتھ اندرون ملک اور بیرونی ممالک کے دورے کئے اور قادیانیوں کے خلاف رائے عامہ کو احسن انداز سے منظم کیا۔ ملک کی تمام سیاسی اور مذہبی قوتوں خصوصاً جمعیت علماء اسلام نے بھی ان کا بھرپور ساتھ دیا اور آج بھی خصوصاً جمعیت علماء اسلام، مجلس تحفظ ختم نبوت کے شانہ بشانہ ہے۔ پاکستان میں ۱۹۷۴ء میں ختم نبوت تحریک چلی، جس میں تمام مسلمانوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا بھرپور مطالبہ کیا۔ پوری دنیا کے تمام مسلمانوں نے اس تحریک کے مطالبات کو منظور کروانے کے لئے اخلاقی حمایت کی، اس وقت حکومت، پاکستان پیپلز پارٹی کی تھی، وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم اور قائد حزب اختلاف مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ تھے۔ حکومت وقت کو مجبوراً قادیانی مسئلہ کو قومی اسمبلی میں زیر بحث لانا پڑا۔ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی کا درجہ دیا۔ یکم جولائی ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کیا گیا۔ طے ہوا کہ اسمبلی کا کورم چالیس ارکان پر مشتمل ہوگا، ۳۰ ارکان حزب اقتدار کی جانب سے اور ۱۰ ارکان حزب اختلاف کی جانب سے، جیسا کہ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ اپوزیشن لیڈر تھے، ان کی ٹیم میں مولانا غلام غوث ہزارویؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ”اکوڑہ خٹک والے، مولانا عبدالحکیم ہزارویؒ، نوابزادہ نصر اللہ خانؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، پروفیسر غفور احمدؒ، مولانا عبدالمصطفیٰ ازہریؒ مولانا ظفر احمد انصاریؒ، چوہدری ظہور الٰہیؒ جیسے اعلیٰ پائے کے ذہین اور نکتہ رس قوم کے رہنما شریک کار تھے۔ خصوصی کمیٹی میں مسلمانوں کی جانب سے ”ملت اسلامیہ کا موقف“ کے نام سے کتاب پیش کی گئی۔ قادیانیوں کے دونوں گروپوں کے سربراہوں کو اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع فراہم کیا گیا اور انہوں نے بھی اپنے اپنے موقف کی وضاحت کے لئے کتابچے پیش کئے۔ یہ کوئی معمولی کام نہ تھا تحفظ ختم نبوت کا مسئلہ تھا اور سامنے دجالی فتنے کے سرکردہ لیڈر تھے۔ خصوصی کمیٹی کے دو مہینوں میں ۲۸ اجلاس ہوئے، ۹۶ گھنٹے نشستیں ہوئیں۔ مرزا ناصر قادیانی ٹولے کا سربراہ اور مسٹر صدر الدین لاہوری گروپ کا سربراہ تھا۔ ان کے خلاف ۴۹ گھنٹے جرح ہوئی۔ آخرکار قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا متفقہ مسودہ تیار ہوا

اور یہ مسودہ، وزیر اعظم ہاؤس ارسال کیا گیا۔ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے لئے آخری دستخط کرنا بڑا مسئلہ تھا، کیونکہ بھٹو مرحوم بھی قادیانی سازش اور عالمی سطح پر یہود و نصاریٰ کی پشت پناہی اور سپورٹ جو کہ اس باطل فرقے کو میسر تھیں اس سے اچھی طرح باخبر تھے، لیکن مفکر اسلام مفتی محمودؒ اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر کمال ذہانت سے مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کو قائل کیا اور بھٹو مرحوم نے مسودہ پر دستخط کرکے اپنی مغفرت کے لئے قیمتی سرمایہ فراہم کیا۔ یغفر اللہ لنا ولکم۔ (یہ بھی سنتے آرہے ہیں کہ مرحوم ذوالفقار علی بھٹو نے مفتی محمودؒ سے کہا تھا کہ مفتی صاحب یہ سمجھو کہ میں اپنی موت کے پروانہ پر دستخط کررہا ہوں) یہ دستخط ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو عصر کے وقت ہوئے۔ واضح رہے کہ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے ۱۳۰ ووٹ آئے اور قادیانیوں کی حمایت میں ایک ووٹ بھی نہ پڑا۔ اسی طرح ایوانِ بالا سینیٹ میں بھی سب ووٹ قادیانیوں کے خلاف آئے اور ایک ووٹ بھی قادیانیوں کی حمایت میں نہ پڑا۔ بالآخر ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء رات کو ۷ بجے ریڈیو پاکستان نے یہ خبر نشر کی کہ قادیانیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی اور ایوانِ بالا سینیٹ نے متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ اس فیصلے نے جس طرح پاکستان کے تمام مسلمانوں کے دینی جذبات کی مکمل ترجمانی کی، اسی طرح قادیانی فتنہ کے خلاف جدوجہد میں شہید ہونے والے شہدائے ختم نبوت کا خون بھی رنگ لایا اور یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہوئی کہ پاکستان کے مسلمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر کسی بھی بے ایمان، دجال کو ڈاکا مارنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔

قانونی اور آئینی طور پر کافر ہونے کے باوجود ملک اور آئین کے خلاف قادیانی سازشیں اور یہود ونصاریٰ کی طرف سے قادیانیوں کی پشت پناہی:

۱۹۸۴ء میں جب صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے خلاف مرزا طاہر قادیانی نے جنیوا میں اقوامِ متحدہ کے ہیومن رائٹس کمیشن سے رجوع کیا تو اس وقت جنیوا میں منصور نامی قادیانی سفیر تھا، جس نے پاکستان کے خلاف مرزا طاہر کا ساتھ دیا۔ حکومت پاکستان کی نااہلی کہ پاکستان کی طرف سے مرزا طاہر کے جواب کی ذمہ داری منصور قادیانی کے حوالے کی گئی، اس نے مرزا طاہر کی طرفداری کرکے اپنی ہی حکومت کی مخالفت کی اور قادیانیوں کی حمایت میں بیان دے دیا، جس سے حکومت پاکستان کی بدنامی ہوئی۔ آئین پاکستان کی معطلی پر قادیانی سربراہ مرزا طاہر پر شرارتی بھوت سوار ہوا اور اس نے آئین پاکستان میں قادیانیوں کے متعلق ترامیم کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے اپنے پیروکاروں کو حکم دیا کہ وہ آئین پاکستان کی کھلم کھلا مخالفت اور خلاف ورزی کریں، اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کریں اور قادیانی اپنے سینے پر کلمہ طیبہ کا بیج لگاکر چلیں پھریں اور مسلمانوں کو دھوکا دیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام قادیانیوں کی اس سازش کے خلاف متحرک ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اسلام آباد میں دھرنا دینے کا فیصلہ کیا، جس پر مجبوراً وفاقی وزیر راجا ظفر الحق کی مشاورت سے صدر ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔

ڈیڑھ سو سالہ خدمات دارالعلوم دیوبند کانفرنس میں مجاہد ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب نے فرمایا کہ آج میں اس پبلک اجتماع میں ایک ایسی بات کہنا چاہتا ہوں جو کہ اس سے پہلے میں نے کہیں نہیں کہی۔ صدر غلام اسحاق خان کے دورِ حکومت میں دو فوجیوں کو جنرل بنایا جارہا تھا جو کہ قادیانی تھے، تو میں نے اس کا تذکرہ مفتی محمودؒ کے فرزند مولانا فضل الرحمن مدظلہ سے کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے، انہوں نے براہِ راست صدر غلام اسحاق خان سے بات چیت کی۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور دونوں فوجیوں کی ترقی رک گئی جو کہ قادیانی فوجی جنرل بننے والے تھے۔

جنرل پرویز مشرف کے دورِ حکومت میں

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

مغرب کی خواہش پر پاسپورٹ میں مذہب کے خانوں کو نکال کر قادیانیوں کو خوش کرنے کی کوشش کی گئی اور دسمبر ۲۰۰۴ء میں وزیر داخلہ آفتاب شیر پاؤ نے اعلان کیا کہ پاسپورٹ فارم میں مذہب کا خانہ شامل نہیں کیا جائے گا، کیونکہ یہ کسی بھی ملک کے پاسپورٹ میں نہیں ہے۔ ۱۸؍دسمبر ۲۰۰۴ء کو اس سلسلے میں مولانا فضل الرحمٰن کی زیر صدارت اسلام آباد میں آل پارٹیز ختم نبوت کا ایک اجلاس منعقد ہوا، جس میں دوسو سے زائد علماء کرام اور سیاستدانوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں قرارداد پاس کی گئی کہ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کیا جائے اور اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ قادیانی سازشوں کو ہم سب متحد ہو کر گزشتہ کی طرح اب بھی ناکام بنائیں گے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے حکومت سے بات چیت کے لئے ایک کمیٹی قائم کی، اس کے بعد وزیر اعظم شوکت عزیز نے قائد حزب اختلاف مولانا فضل الرحمٰن سے ملاقات کی، جس میں وزیر اعظم کو ملک کے دیگر مسائل اور پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ فوری طور پر بحال کرنے کے لئے آمادہ کیا، اس کے بعد پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کیا گیا۔ جنرل پرویز مشرف نے عبوری آئین میں قادیانیوں کے متعلق ترامیم کو شامل نہ کیا تو حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ بے چین تھے اور انہوں نے حکومت کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان کیا، جس پر مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے ان کو مکمل تعاون کی یقین دہانی کروائی۔ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۹۹ء میں جنرل پرویز مشرف نے اقتدار پر قبضہ کر کے آئین کو معطل کر دیا تھا جس کی وجہ سے آئین میں درج اسلامی دفعات بھی معطل ہو گئیں۔ دینی جماعتوں نے اس کو عملاً قوم کے نصب العین اور تشخص کی معطلی قرار دیا اور مطالبہ کیا: نئے عبوری آئین، حکم نامہ (P.C.O) کے اندر اسلامی دفعات کو بھی شامل کیا جائے۔ اس سلسلے میں ۶؍مئی ۲۰۰۲ء کو مولانا فضل الرحمٰن کی قیادت میں دینی جماعتوں کی آل پارٹیز کانفرنس منعقد ہوئی اور حکومت کے اس طرزِ عمل کے خلاف پورے ملک میں مکمل شٹر ڈاؤن ہڑتال ہوئی۔ جب پرویز مشرف حکومت کی طرف سے جداگانہ انتخابات کو ختم کر کے مخلوط انتخابات کا اعلان کیا گیا تو اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، الیکشن کمیشن کے کچھ افراد نے ووٹر لسٹ فارم سے عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق حلف ناموں کو خارج کر دیا اور اس حلف نامے کے ختم ہوتے ہی قادیانی ٹولے کے ہزاروں لوگوں نے اپنے نام ووٹر لسٹ میں مسلمان کی حیثیت سے درج کروا دیے جس کی وجہ سے امتناع قادیانیت ایکٹ مزید غیر موثر ہو گیا، جس کی وجہ سے پاکستان کے مسلمانوں نے اپنی تشویش کا اظہار کیا۔ ۲۸؍مئی کو مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی قیادت میں آل پارٹیز کانفرنس لاہور میں ہوئی جس میں مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں نے شرکت کی، اس میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے بتایا کہ پرویز مشرف حکومت غیر ملکی آقاؤں کے اشارہ پر قادیانیوں سے نرمی کر کے ۱۹۷۳ء کے آئین میں ترمیم کرنا چاہتی ہے لیکن قوم اسے برداشت نہیں کرے گی۔ اسی دوران ۱۵؍جولائی ۲۰۰۲ء کو مولانا فضل الرحمٰن نے جنرل پرویز مشرف کی دعوت پر ان سے ملاقات میں اپنا موقف بھرپور انداز میں پیش کیا، اس ملاقات میں پرویز مشرف نے عبوری آئینی حکم نامہ میں اسلامی دفعات شامل کرنے کی یقین دہانی کروائی اور آخر کار پی سی او میں ترمیم کر کے ۱۹۷۳ء کی تمام اسلامی دفعات کو موثر اور نافذ العمل قرار دیا۔

۲۲؍ستمبر ۲۰۱۷ء میں پارلیمنٹ سے ایک قانون پاس ہوا، جس میں حلف نامہ کی جگہ ’’اقرار‘‘ کے الفاظ درج تھے، جس سے ختم نبوت کے حوالہ سے حلف نامہ میں درج عبارت کا مفہوم متاثر ہوا۔ اس وقت مولانا فضل الرحمٰن صاحب عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ میں تھے ان کو وہاں جب اس کا علم ہوا تو وہیں سے مسلم لیگ کے سربراہ سابق وزیر اعظم میاں نواز شریف کو فون پر آگاہ کیا، اس کے بعد وزیر اعظم شاہد خاقان عباسی اور اسپیکر قومی اسمبلی سے فون پر اسی سلسلے میں بات چیت کر کے حذف شدہ عبارت کو بحال کرنے کا مطالبہ کیا جس پر اسپیکر قومی اسمبلی نے جناب اکرم خان درانی کی معیت میں تمام پارٹیوں کے پارلیمانی لیڈروں کی موجودگی میں اس غلطی کو درست کر کے سابقہ الفاظوں کو بحال کرنے کی یقین دہانی کروائی اور دوسرے ہی روز ایک بل کے ذریعہ ان الفاظ کو بحال کر دیا گیا۔ ۲۰۱۸ء میں جب مسلم لیگ (ن) کی حکومت کے بعد نگران حکومت بنی تو اس حکومت کے نگراں وزیر اطلاعات بیرسٹر علی ظفر نے ’’قومی کمیشن برائے انسانی حقوق‘‘ کے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ: ایک عدالتی فیصلہ ہے کہ ’’سول سرونٹس (سرکاری ملازمین) کو ایک فارم دیا جائے جس میں مذہبی عقیدوں کے متعلق پوچھا جائے‘‘ یہ کسی کو حق نہیں کہ وہ کسی سے پوچھے کہ آپ کا مذہب کون سا ہے؟ اس فیصلے کو چیلنج کرنا چاہئے۔ (جاری ہے)

زیر اہتمام : عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوۃ ڈسکہ

فداک ابی وامی یا رسول اللہ ﷺ

لا نبی بعدی

بمقام

جامع مسجد رحمانیہ پرانا ڈسکہ

ختمِ نبوۃ کورس

3 روزہ تربیتی و تبلیغی

10 دسمبر 2018 بروز پیر بعد نماز مغرب تا عشاء
موضوع: کردار مرزا غلام قادیانی

حضرت مولانا علامہ زاہد الراشدی صاحب مدظلہ العالی
عظیم اسلامی اسکالر
شیخ الحدیث

11 دسمبر 2018 بروز منگل بعد نماز مغرب تا عشاء
موضوع: عقیدہ ختم نبوۃ اور ہماری ذمہ داری

مجاہد ختم نبوت مقرر ذیشان
حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب حفظہ اللہ
کراچی

12 دسمبر 2018 بروز بدھ بعد نماز مغرب تا عشاء
موضوع: حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام

شاہین ختم نبوت
فاتح قادیانیت
عالم باعمل
حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ العالی
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

مولانا صاحبزادہ محمد ایوب خان ثاقب صاحب

حضرت مولانا محمد افضل شاکر صاحب

حضرت مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب

حضرت مولانا فقیر اللہ اختر صاحب

حضرت مولانا حافظ منصور احمد خان صاحب

منجانب
انتظامیہ جامع مسجد ہذا و اراکین عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوۃ ڈسکہ

0300 7426324
0300 6434650

0300-6411525
0302-6619540